https://ataunnabi.blogspot.com/

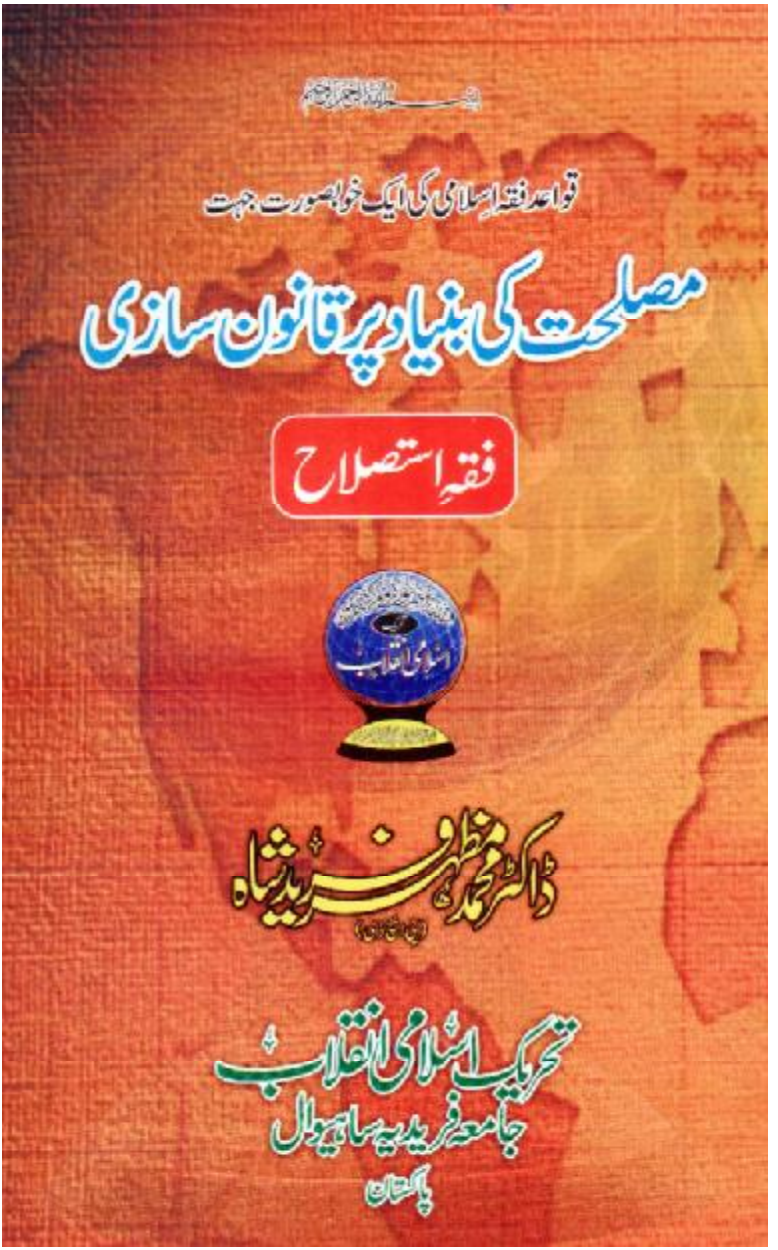

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بہ حق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- مصلحت کی بنیاد پر قانون سازی

مصنف ---------- ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ (پی ایچ ڈی)

کمپوزنگ ---------- محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

ناشر ---------- مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

مطبع ---------- فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک ساہیوال

040-4221485

تعداد ---------- ایک ہزار

اشاعت ---------- جولائی 2011ء

تحریک اسلامی انقلاب
جامعہ فریدیہ ساہیوال
پاکستان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	**پہلی بحث** :استصلاح کا مفہوم واہمیت اور عمومی اصول	8
2	i اِستصلاح کا مفہوم	8
3	﴿الف﴾ لغوی مفہوم	8
4	﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم	8
5	﴿ج﴾ قیاس اور مصلحت مرسلہ کا بنیادی فرق	9
7	ii استصلاح کی اہمیت	10
8	iii استصلاح کے عمومی اصول	11
9	﴿الف﴾ مظنۂ شی کا قائم مقام شیٔ ہونا	11
10	﴿ب﴾ مصلحت عامہ کا مصلحت خاصہ پر مقدم ہونا	12
11	1۔ جبری تسعیر اور تحدید ملکیت	12
12	2۔ نفس محرم کا اتلاف	13
13	3۔ پوسٹ مارٹم	13
14	﴿ج﴾ دو نقصانات میں سے بڑے سے بچنا ضروری ہے	13
15	iv استصلاحی شرائط	14
16	پہلی شرط: مصلحت کا حقیقی ہونا	14
17	دوسری شرط: مصلحت کا عمومی ہونا	14
18	تیسری شرط: مصلحت کا معتبرات شارع کے متشابہ ہونا	14
19	چوتھی شرط: مصلحت کا اسلامی قانون کے مطابق ہونا	15
20	**دوسری بحث**: فقہی قواعد استصلاحیہ	16
21	i فقہی قواعد کا تعارف	16
22	﴿الف﴾ مفہوم	16

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

23	1۔لغوی مفہوم	16
24	2۔اصطلاحی مفہوم	16
25	ii فقہی قواعد کے فوائد	17
26	iii فقہی قواعد کے ماخذ	17
27	﴿الف﴾ کتاب اللہ	17
28	﴿ب﴾ سنت	18
29	iv فقہی قواعد کی تاریخ	18
30	v فقہی قاعدۂ رخصت کی شرعی حیثیت	19
31	1۔ نظریہ رخصت قیام عدل کا تقاضا ہے	19
32	2۔ اسلامی مزاج بندوں کیلئے سہولت فراہم کرتا ہے	21
33	﴿الف﴾ سہولت فراہم کرنا منشاءالٰہ ہے	21
34	﴿ب﴾ سہولت فراہم کرنا منشاء مصطفیٰ ﷺ ہے	23
35	﴿ج﴾ سہولت اختیار نہ کرنے پر وعید	25
36	**تیسری بحث**: سہولت سے متعلق فقہی قواعد استصلاحیہ کا بنیادی ضابطہ	26
37	i ضرورت کا مفہوم	26
38	پہلی قسم: ضرورت	26
39	دوسری قسم: حاجت	27
40	تیسری قسم: منفعت	27
41	چوتھی قسم: زینت	27
42	پانچویں قسم: فضول	27
43	ii حاجت کا مفہوم	29
44	iii ضرورت وحاجت میں بنیادی فرق	29
45	iv ضرورت معتبرہ کے حدود وشرائط	30
46	v مظاہر ضرورت/تخفیف وسہولت	30

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

47	﴿الف﴾ اِکراہ کا تعارف	31
48	1۔ اکراہ کا مفہوم	31
49	2۔ اِکراہ کے اجزائے ترکیبی	32
50	3۔ اکراہ کی شرائط	32
51	4۔ اِکراہ کی اقسام	32
52	4.1 اکراہ باعتبار شدت	32
53	4.2 اکراہ باعتبار وقوع	33
54	4.3 اکراہ باعتبار مطالبہ	33
55	5۔ اکراہ کی فقہی حیثیت	34
56	6۔ مشروعیت اکراہ	35
57	﴿ب﴾ ضرر	36
58	1۔ ضرر کا مفہوم	36
59	2۔ مشروعیت	36
60	﴿ج﴾ اضطرار	39
61	1۔ اضطرار کا مفہوم	39
62	2۔ مشروعیت اضطرار	40
63	3۔ شرائط اضطرار	41
64	﴿د﴾ مشقت	43
65	1۔ مشقت کا مفہوم	44
66	2۔ مشروعیتِ مشقت	46
67	3۔ اسباب مشقت	47
68	﴿ھ﴾ خوف	48
69	1۔ خوف کا مفہوم	48
70	2۔ تقاضائے خوف	48

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

71	3۔ مشروعیت خوف	49
72	4۔ خوف کی اقسام اور اسلامی پیش بندیاں	51
73	﴿و﴾ فساد	54
74	1۔ مفہوم فساد	54
75	انتظامی بگاڑ	55
76	انسان اور انسانی پیداوار کا بگاڑ	55
77	اداءِ فرض میں بگاڑ	56
78	مالی تصرفات میں بگاڑ	56
79	نظریہ مرکزیت میں بگاڑ	56
80	2۔حالت فساد میں (نظریہ ضرورت کے پیش نظر) ہنگامی دفعات کا اجراء	56
81	فسادیوں کو قتل کر دیا جائے	56
82	فسادیوں کے ہاتھ، پاؤں کاٹ دیئے جائیں	56
83	﴿ز﴾ عموم البلوی: مظاہرِ ضرورت میں سے ایک مظہر عموم البلوی ہے۔	57
84	1 عموم البلوی کا مفہوم	57
85	2 عموم بلوی میں سہولت کی مشروعیت	57
86	3 عموم بلوی میں سہولت کی چند مثالیں	58
87	﴿ح﴾ خصوص البلوی	60

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلی بحث اِستصلاح کا مفہوم واہمیت اور عمومی اصول

i اِستصلاح کا مفہوم

مصلحت کی بنیاد پر قانون سازی کا نام استصلاح ہے مگر شرط یہ ہے کہ جسے مصلحت کہا جارہا ہے وہ شرعا معتبر ہو، غرض یہ کہ جب کسی مصلحت کا شرعا معتبر ہونا ثابت ہو گیا ہو تو پھر قیاس، استقراء، عرف، ذرائع وغیرہ سے استنباط حکم کی احتیاجی باقی نہیں رہتی۔

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

استصلاح باب استفعال کی مصدر ہے ۔ اس کا مادہ ''صلاح'' ہے باب کی مناسبت سے ''استصلاح'' طلبِ اصلاح کا مفہوم رکھتا ہے۔(1)

﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

کسی شرعی حکم میں ایسی مصلحت کو تلاش کرنا اور پھر اُسے حکم شرعی کی بنیاد بنانا کہ شریعت میں اُس مصلحت کے اعتبار یا عدم اعتبار پر کوئی متعین دلیل موجود نہ ہو۔ امام شاطبی نے مصلحت مرسلہ کی تعریف حسب ذیل کی ہے۔

یعنی مصلحت مرسلہ وہ ہے کہ جس کے اعتبار یا عدم اعتبار پر شریعت میں کوئی ایسا معین اصول (نصی یا اجماعی) کہ جس کے مطابق حکم نافذ ہو سکے، موجود نہ ہو۔ تاہم وہ (مصلحت) عقول سلیمہ کے نزدیک شریعت کے مصالح عامہ کے مطابق ہو۔ اور مقاصد شریعہ کا امین شریعت کا قانون کلی واقعی اس کی مصلحیت کا شاہد ہو۔(2)

---

(1) الجرجانی، التعریفات، ص 6/1

(2) الشاطبی ، الموافقات ، المجلد الاول ص 27/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ج﴾ قیاس اور مصلحت مرسلہ کا بنیادی فرق

اگرچہ قیاس اور مصلحت مرسلہ سے مقاصد شریعہ کی حفاظت مطلوب ہوتی ہے مگر اس کے باوصف قیاس میں اصول کا معین ہونا اور مصلحت مرسلہ میں غیر معینہ اصول سے استدلال یہ مابہ الامتیاز ہے فقط اسی بنیاد پر قیاس اور مصلحت میں فرق محسوس کیا جاسکتا ہے۔ امام غزالی نے اس کی صراحت ان کلمات سے کی ہے۔

" کل مصلحۃ مرجعت الی حفظ مقصود شرعی علم کونہ مقصودا بالکتاب والسنۃ والاجماع فلیس خارجا من ھذہ الاصول لکنہ لا یسمی قیاسا بل مصلحۃ مرسلۃ اذا القیاس اصل معین و کون ھذہ المعانی مقصودۃ عرفت لا بدلیل واحد بل بادلۃ کثیرۃ لا حصر لھا من الکتاب والسنہ وقرائن الاحوال و تفاریق الامارات تسمی لذالک مصلحۃ مرسلۃ"(1)

یعنی ہر وہ مصلحت جو کتاب وسنت اور اجماع سے پہچانی جائے کسی شرعی مقصد کی حفاظت سے متعلق ہو وہ اصول شریعہ سے خارج نہیں ہے لیکن اسے قیاس نہیں بلکہ مصلحت مرسلہ کا نام دیا جاتا ہے کیوں کہ قیاس ایک معین اصول ہے (جو کہ مقیس علیہ اور مقیس میں اشتراک علت پر مبنی ہے) جب کہ ان مصالح کا مقصود ہونا کسی ایک خاص دلیل سے نہیں بلکہ کتاب وسنت کے بہت سے نصوص، قرائن احوال اور بے شمار متفرق علامات ودلائل سے ثابت ہوا اسی لئے اسے مصلحت مرسلہ کا نام دیا گیا ہے۔

وضاحت: مجتہد کسی حکم سے متعلق کسی خاص وصف کو محض اپنے خیال سے مصلحت قرار نہیں دے سکتا بلکہ مجتہد کے اخالہ صحابہ کرام کی بیان کردہ علتوں، ان کے فکری واجتہادی اسالیب اور شارع کے عمومی تصرف کے مرہون ہوتا ہے۔(2)

---

(1) الغزالی ، المستصفیٰ ، ص 311/1

(2) الجوینی ، البرھان ، ص 796/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ii استصلاح کی اہمیت

ہر وہ مصلحت جو مقاصد شریعہ کی حفاظت سے متعلق ہو وہ قانون شریعت میں معتبر قرار پائے گی خواہ اُس کا مصلحت ہونا قرآن وسنت اور اجماع سے مصرح ہو یا نصوص وامارات، شواہد وقرائن اور نظائر وتعریفات کے استقراء تام کا مجموعی تاثر ہو۔

صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء اسلام سے بہت سے ایسے احکام ظاہر ہوئے ہیں کہ قرآن وسنت اور اجماع سے اُن کی صراحت میسر نہیں آتی مگر اسلامی ضابطوں کا کامل تتبع اور استقراء کسی خاص مصلحت کے پیش نظر اُن احکام کو آشکارا کرتا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب کہ فتوحات کا سلسلہ مسلسل پھیلتا چلا گیا زیر نگین علاقوں کے ماحول کو سیاسی وانتظامی اعتبار سے بہتر بنانے کی ضرورت کا احساس بڑھتا چلا گیا مگر اس دور میں معاشرہ کو متوازن بنانے کیلئے جن احکام کی ضرورت تھی۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں اُن کی مثال نہ ملتی تھی لیکن پھر بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کثرت سے ایسے نئے نئے احکام جاری کر دیئے کہ اسلامی احکام کا مجموعی تاثر ان احکام کی تائید کرتا تھا اور مصلحت (جلب منفعت اور دفع مضرت) کے پیش نظر کسی ایک صحابی نے بھی ان احکام سے اعراض وانحراف نہ کیا۔ مندرجہ ذیل احکام استصلاح کی واضح شہادت پیش کرتے ہیں۔

1۔ فوجیوں کے اسماء اور انہیں ملنے والے عطیات کے اندراج کا اہتمام

2۔ بیت المال کا باقاعدہ محکمہ 3۔ سن ہجری کا نفاذ 4۔ مساجد کی تعمیر نو

5۔ شہروں کی آبادکاری 6۔ فوجی چھاؤنیوں کی تشکیل

7۔ اندرونی انتظامات کیلئے محکمہ پولیس

8۔ مؤقر صحابہ کی مشاورت سے عراق کی مفتوحہ زمین کو قومی تحویل میں لینا۔

9۔ مردم شماری 10۔ قوانین پامال کرنے والوں کیلئے تادیبی کاروائی

مذکورہ امور کے علاوہ بھی بہت سے ایسے امور ہیں جنہیں صحابہ کرام نے استصلاح کے طور پر اختیار کیا جیسے تدوین قرآن، تراویح کی باجماعت نماز، شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے لگانا وغیرہ۔ امام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شاطبی نے استصلاح کی حجیت پر ان الفاظ سے صراحت کی ہے۔

"ان کل اصل شرعی لم یشهد له نص معین و کان ملائما لتصرفات الشرع و ما خوذا معناه من ادلته فهو صحیح یبنیٰ علیه و یرجع الیه "(1)

یعنی ہر وہ اصل شرعی کہ جس کیلئے کوئی معین نص تو تائید نہ کر رہی ہو مگر پھر بھی وہ اصل شرعی تصرفات شارع سے مطابقت رکھتا ہو اور اس کے معنی کی جنس ادلہ شریعہ سے ثابت ہو تو ایسا اصول احکام کا مبنیٰ اور مرجع بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

iii استصلاح کے عمومی اصول

جو مصالح مرسلہ قانون سازی میں خاص حیثیت کے حامل ہیں اور بہت سے قواعد وضوابط میں اساسی مقام رکھتے ہیں وہ درج ذیل ہیں

﴿الف﴾ مظنۂ شی کا قائم مقام شیٔ ہونا

احکام ومقاصد شریعہ کے تتبع سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی شی کا مظنہ (تحقیق کی جگہ) بننے والے اُمور اُس چیز کے قائم مقام سمجھے جاتے ہیں کسی چیز کے مظنہ کا مطلب یہ ہے کہ "ایسا عمل یا ایسی حالت کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی خاص چیز کے وقوع پذیر ہونے کا احتمال غالب ہو مثلاً اجنبیہ کے ساتھ خلوت ارتکاب فحش کا مظنہ ہے۔

اپنی منکوحہ کے ساتھ خلوت صحیحہ کا میسر آنا وظیفہ زوجیت کی ادائی کا مظنہ ہے۔ دو بہنوں یا قریبی تعلق دار عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا ان کے درمیان قطع رحمی کا مظنہ ہے حدود شرعیہ کا نفاذ مجرمین و دیگر افراد معاشرہ کیلئے زجر وتوبیخ کا مظنہ ہے کسی شخص کا اپنے مُورِث کو قتل کرنا قاتل کے جلد حصول میراث کا مظنہ ہے۔

مذکورہ امثلہ میں شی کے مظنہ کو اُس شی کے قائم مقام قرار دینے کا شرعی مفاد یہ میسر آیا کہ اجنبہ کے ساتھ

(1) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص 27/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلوت کرنے والا مستوجب تعزیر دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا، مظنہ قطع رحمی کے بہ سبب ناجائز ہے، حدود شرعیہ کا نفاذ مظنہ زجر و توبیخ ہونے کے باعث جائز ہے، اپنے مورث کو قتل کر دینا قاتل کے جلد حصول میراث کا مظنہ ہونے کے باعث قاتل کیلئے ترکہ سے محرومی کا موجب ہے۔

﴿ب﴾ مصلحت عامہ کا مصلحت خاصہ پر مقدم ہونا

مصلحت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مصلحت عامہ ۲۔ مصلحت خاصہ

مصلحت عامہ وہ ہے جو لوگوں کی غالب اکثریت سے متعلق ہو اور مصلحت خاصہ وہ ہے جو کسی خاص مرد یا خاص طبقہ سے متعلق ہو۔ مصلحت عامہ اور مصلحت خاصہ میں تعارض کے وقت مصلحت عامہ کو خاصہ پر ترجیح دی جائے گی۔ کیوں کہ قانون شریعت کے استقراء تتبع اور تلاش سے یہی معلوم ہوا ہے کہ عموم سے متعلق مصلحت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس ضابطہ کی متعدد جزئیات ملاحظہ ہوں۔

1۔ جبری تسعیر اور تحدید ملکیت

عام حالات میں اشیاء صرف کے نرخ مقرر کرنا حکومت کیلئے جائز نہیں لیکن اگر تاجر لوگ ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی قلت کے ذریعہ عوامی حلقوں کو مشقت میں مبتلا کر دیں تو پھر مصلحت عامہ کے ساتھ مصلحت خاصہ کے ٹکرانے کے بہ سبب مصلحت خاصہ کو تلف کر دیا جائے گا اور حکومت اشیاء صرف کی قیمتیں مقرر کر دے گی (1) اسی طرح جب کسی کی ذاتی مملوکہ جگہ عوامی حلقوں کیلئے رکاوٹ کا باعث بن رہی ہو تو عوام الناس کی مشقت دور کرنے کیلئے توسیعی منصوبہ کے مطابق حکومت مالک زمین کو مناسب معاوضہ دے کر نجی ملکیت کو ختم کر سکتی ہے۔ حسن معاشرت کیلئے افراد پر نئے ٹیکس لگائے جا سکتے ہیں۔

(1) ابن قیم ، الطرق الحکمیہ ، ص 223/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2۔ نفس محرم کا اتلاف

کفار و مشرکین لڑائی کے دوران اگر چند مسلمانوں کو ڈھال بنالیں اور ان اہل اسلام کو حملے کرتے ہوئے آگے آگے چلائیں تا کہ مدمقابل لڑائی کرنے والے مسلمان، اپنے مسلمان بھائیوں کو فرنٹ لائن میں دیکھ کر ان کی جان بچانے کیلئے حملہ نہ کرسکیں ایسی صورت میں پوری قوم کی جان کو محفوظ کرنے کیلئے چند مقدمۃ الجیش مسلمانوں کو قتل کرنا ان ہنگامی حالات میں جائز ہوگا۔(1)

3۔ پوسٹ مارٹم

شریعت اسلامیہ میں کسی بھی مردہ انسان کی بے حرمتی سے منع کیا گیا ہے مردے کا چیر پھاڑ کرنا حرام ہے لیکن اگر طب و جراحت سے متعلق طلبہ کو مردے کا پوسٹ مارٹم کئے بغیر سکھانا ممکن نہ ہو تو عمومی فلاح انسانیت کیلئے مصلحت خاصہ کو قربان کیا جاسکتا ہے۔(2)

اسی طرح احتکار، تلقی جلب (دیہات سے مال لانے والے کو منڈی تک پہنچے سے پہلے ہی روک لینا اور منڈی کے بھاؤ سے مطلع کئے بغیر ہی سستے داموں خرید کر منڈی میں لاکر مہنگے داموں بیچنا)بیع کے اندر بیع کو عمومی مصلحت کے متاثر ہونے کی وجہ سے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

﴿ج﴾ دو نقصانات میں سے بڑے سے بچنا ضروری ہے

شریعت اسلامیہ کا ایک استصلاحی ضابطہ یہ ہے کہ اگر دو نقصانات جمع ہو جائیں اُن میں سے ایک نقصان چھوٹا ہو اور دوسرا بڑا۔ تو اس صورت میں بڑے نقصان کے مقابلہ میں چھوٹے کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مثلا

جہاد میں انسانی جانوں کا اتلاف ہوتا ہے مگر اس کے باوجود پھر بھی جہاد ایک مشروع عمل ہے کیوں کہ جہاد کے ساتھ چند جانوں کے اتلاف سے باقی ماندہ پوری قوم کو بچایا جاتا ہے۔ حدود و تعزیرات کی مشروعیت بھی دراصل چھوٹا نقصان برداشت کر کے بڑے نقصان سے بچنے کی ایک شرعی

(1) الغزالی ، المستصفی ، ص 295/1
(2) عودہ ، التشریح الجنائی ، ص 470/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تدبیر ہے۔ باغیوں کا قلع قمع کرنا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

iv استصلاحی شرائط

مصالح مرسلہ کی بنیاد پر قانون سازی کا عمل انتہائی حساس اور اہمیت کا حامل ہے اس میں شک نہیں کہ مصالح مرسلہ سے محصول قانون پر عمل کرنا، مقاصد شریعہ کی حفاظت کرتا ہے مگر اس میں انسانی خواہشات کی دخل اندازی کے خطرات بھی شدید ہیں۔ اس لئے چند ایسی شرائط بیان کی جاتی ہیں تا کہ مصالح مرسلہ کی بنیاد پر قانون سازی کو حتی الامکان محفوظ بنایا جاسکے اور وہ شرائط حسب ذیل ہیں۔

پہلی شرط: مصلحت کا حقیقی ہونا

استصلاح میں مصلحت کا حقیقی ہونا ضروری ہے۔ مصلحت حقیقی یہ ہے کہ قوانین شریعہ کی روشنی میں ایک ایسا قانون استنباط کرنا کہ جس سے واقعی اور حقیقی فائدہ کا حصول یا کسی غالب مفسدہ کا دفعیہ مقصود ہو۔ جیسے معاہدات کو عدالت میں تحریراً یا رجسٹر کرانے کا قانون چونکہ اس قانون سے جھوٹی گواہیوں اور تنازعات کو قطع کرنا مقصود ہے جو کہ حقیقی مصلحت ہے لہذا یہ قانون سازی درست ہے اور اگر مصلحت حقیقی نہ ہو بلکہ وہمی ہو تو ایسی مصلحت پر حکم شرعی کی بنیاد رکھنا درست نہ ہوگا۔

دوسری شرط: مصلحت کا عمومی ہونا

جس مصلحت کو بنیاد بنا کر قانون سازی کی جارہی ہے اُس مصلحت کا تعلق عام یا اکثر افراد سے ہو اگر مصلحت کا تعلق کسی ایک فرد یا چند افراد سے وابستہ ہو تو وہ مصلحت شرعاً لائق احتجاج نہ ہوگی۔ مصلحت کے عمومی ہونے کی مثال جیسے آلات طرب کی ساخت اور خرید و فروخت جیسے امور سے منع کر دینا کیوں کہ اس ممانعت میں اگر چہ ایک شخص (آلات طرب بنانے والے) کیلئے تو مالی نقصان ہے مگر معاشرہ کے عمومی طبقہ کیلئے لہو ولعب کی زندگی سے بچنے کا طریقہ موجود ہے۔

تیسری شرط: مصلحت کا معتبرات شارع کے متشابہ ہونا

جس مصلحت سے شرعی حکم لیا جارہا ہے یہ مصلحت ان مصالح کے مشابہ ہو جو مصالح شارع کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نظر میں معتبر ہیں اگر مصلحت مرسلہ کسی حکم شرعی سے متصادم ہو تو اُس مصلحت کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً میراث میں بیٹے اور بیٹی کی برابری کو مصلحت قرار دینا۔

چوتھی شرط: مصلحت کا اسلامی قانون کے مطابق ہونا

جسے مصلحت قرار دیا جا رہا ہے وہ اسلامی قانون سے متصادم نہ ہو مصلحت کے نام پر جو بھی ضابطہ اسلامی قانون کے خلاف ہوگا وہ نا قابل قبول ہوگا جیسے سودی کاروبار کو جانبین کیلئے نفع بخش قرار دے کر مصلحت کے نام پر درست قرار دینا ناجائز ہے۔(1)

(1) i ابن قیم، اعلام الموقعین ص 27/1
ii الشاطبی، الاعتصام ص 115/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری بحث فقہی قواعد استصلاحیہ

i فقہی قواعد کا تعارف

﴿الف﴾ مفہوم

1۔لغوی مفہوم

قاعدہ کا لغوی مفہوم ہے اساس، بنیاد(1) قرآن مقدس میں بھی کلمہ "قاعدہ" کو بنیاد کے مفہوم میں لیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ }(2)

ہر فن کے بنیادی ضابطے اس فن کی اساس قرار پاتے ہیں اس لئے مخصوص فن کے بنیادی ضابطوں کو مجازاً قاعدہ کہا جاتا ہے۔

2۔اصطلاحی مفہوم

"(القاعدہ) ھی عند الفقہاء حکم اکثری لا کلی ینطبق علی اکثر جزئیاتہ لتعرف احکامھا منہ "(3)

یعنی قاعدہ فقہاء کے نزدیک حکم اکثری سے تعبیر کیا جاتا ہے نہ کہ حکم کلی سے (اس کا مطلب یہ ہے کہ) قاعدہ اپنی تمام جزئیات پر منطبق نہیں ہوتا بلکہ اکثر جزئیات پر منطبق ہوتا ہے۔

---

(1) لوئس معلوف ، المنجد، مادہ "قعد" ص679

(2) البقرہ ، 127:2

(3) الحموی ، غمز عیون البصائر ، ص22/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ii فقہی قواعد کے فوائد

پہلا فائدہ: فقہی مباحث میں دلچسپی رکھنے والے شخص میں فقہی ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی بنیاد پر وہ شخص بہت سے فقہی مسائل میں شرعی احکام تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

دوسرا فائدہ: فقہی مسائل کی جزئیات جو فقہی کتب میں بکھری ہوتی ہیں۔ جنہیں احاطہ ضبط میں لانا خاصہ دشوار ہوتا ہے۔ قواعد فقیہہ کی روشنی میں اُنہیں محفوظ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور موقع ومحل کی مناسبت سے فقہی جزئیات کا استحضار سہل ہو جاتا ہے۔

تیسرا فائدہ: فقہی قواعد کی روشنی میں شریعتِ اسلامیہ کے مقاصد کا ادراک ہو جاتا ہے۔

iii فقہی قواعد کے ماخذ

فقہی قواعد کے دو ہی بنیادی مآخذ ہیں۔

﴿الف﴾ کتاب اللہ

فقہی قواعد کا پہلا ماخذ قرآن مقدس ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا }(1)

ترجمہ: بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔

قرآن مقدس کے اس حصہ سے استدلال کر کے فقہاء نے ایک ضابطہ بنالیا۔

" المشقة تجلب التيسر"}(2)

ترجمہ: مشقت آسانی کو لاتی ہے۔

---

(1) الانشراح ، 6:94

(2) ابن نجيم ، الاشباه والنظائر ، ص 77

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ب﴾ سنت

فقہی قواعد کا دوسرا ماخذ حضور نبی کریم ﷺ کا طریقہ (سنت) ہے مثلاً حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (انما الاعمال بالنیات) (1) اس سے فقہاء نے ایک ضابطہ بنالیا "الامور بمقاصدها" (2) یعنی اعمال کا حکم اُن کے مقاصد کے مطابق ہوتا ہے۔

اس کی دوسری مثال یہ ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

(اذا وجد احدکم فی بطنه شیأً فأشکل اخرج منه شئ اولا فلا یخرجن من المسجد حتی یسمع صوتاً او یجد ریحا) (3)

یعنی تم میں سے کوئی شخص جب اپنے پیٹ میں کوئی چیز محسوس کرے اور یہ شک ہو جائے کہ پیٹ سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں وہ شخص مسجد سے باہر نہ جائے یہاں تک کہ وہ آواز پائے یا بدبو پائے۔

فقہاء کرام نے اس ارشاد نبوی ﷺ سے یہ ضابطہ اخذ کیا۔

"الیقین لا یزول بالشك" (4)

یعنی یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔

iv فقہی قواعد کی تاریخ

آغاز: دوسری صدی ہجری میں اہل علم اور صاحبان بصیرت کی توجہ فقہی قواعد کی تدوین کی طرف ہو چکی تھی مگر اس میدان میں ابوالحسن عبیداللہ بن حسین الکرخی متوفی 340ھ کا نام خاصی شہرت کا حامل

(1) البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ، رقم 1، ص 3/1

(2) ابن نجیم ، م۔ن، ص 31

(3) مسلم ، الجامع الصحیح، کتاب الحیض ،باب الدلیل علی ان من تیقن طہارۃ ، رقم 362،ص 276/1

(4) ابن نجیم ، م۔ن، ص 61

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ فقہی قواعد پر مشتمل آپ کی کتاب ''اصول الکرخی'' علمی حلقوں میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ علامہ کرخی کے بعد محمد بن حارث بن اسد الخشنی متوفیٰ 362ھ کی کتاب ''اصول الفتیاء'' بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔(1)

v فقہی قاعدۂ رخصت کی شرعی حیثیت

مقاصد شریعہ کے حصول کیلئے نظریہ رخصت کو ایک مقام خاص حاصل ہے جب تک ہنگامی حالات میں قواعد رخصت پر عمل نہ کیا جائے تب تک مقاصد شریعہ تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ بعض معروضی حالات میں جب کہ انسان اسلام کے عطا کردہ معتدل اور متوازن ضابطوں پر عمل پیرا نہیں ہوسکتا تب اسلام ان احکام میں قدرے تغیر وتبدل کا خصوصی اہتمام کرتا ہے تا کہ کسی حد تک عملی اقدام سے مقاصد شریعہ کا ممکنہ ہدف حاصل ہو سکے۔ دوران سفر قصری نماز، بوقت جہاد، صلوۃ الخوف، اضطراری حالت میں اشیاء محرمہ کا محدود استعمال، ہنگامی حالات میں دو مفاسد میں سے ایک کا انتخاب، دفع حرج کیلئے غیر مسلموں کی ڈھال بنے ہوئے اہل اسلام کے قتل کا جواز وغیرہ یہ مثالیں نظریہ رخصت کی اہمیت کا احساس اُجاگر کرتی ہیں۔ مقاصد شریعہ کے حصول کیلئے نظریہ رخصت کی شرعی حیثیت کی پہچان کیلئے دو امور کو زیر بحث لانا ضروری ہے۔

پہلا امر نظریہ رخصت قیام عدل کا تقاضا ہے۔

دوسرا امر اسلامی مزاج بندوں کیلئے سہولت فراہم کرتا ہے۔

1۔ نظریہ رخصت قیام عدل کا تقاضا ہے

جملہ اسلامی احکام کی بنیاد عدل ہے، انبیاء ومرسلین کا وجود کتب سماویہ کا نزول، یوم الحساب کا قیام، نظریہ تقدیر پر یقین رکھنا یہ سب قیام عدل کیلئے ہیں تا کہ عدل کے ذریعہ معاشرہ میں استحکام پیدا کیا جاسکے۔ عدل وہ آفاقی صداقت ہے جو تکوین وتشریع سے ایک لمحہ کیلئے بھی الگ تھلگ نہیں ہوسکتی

(1) ابن الغازی، کلیات، ص 181-182

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالفرض اگر ایک لمحہ کیلئے بھی عدل کو تکوینی یا تشریعی امور سے جدا کر دیا جائے تو نظام کائنات مختل ہو کر رہ جائے۔ قیام عدل کے حوالہ سے چند وضاحتیں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ قیام عدل پر شہادت الٰہیہ

{ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ }(1)

یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور اہل علم نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ عدل کو قائم فرمانے والا ہے

۲۔ مرسلین کی بعثت کا مقصد قیام عدل ہے

{لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ }(2)

یعنی ہم نے اپنے پیغمبروں کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا تا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں

{ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ }(3)

یعنی اے داؤد، ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہذا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیجئے۔

۳۔ عمومی حالات میں عدل کو اختیار کرنے کا حکم

{ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى }(4)

ترجمہ: انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔

قیام عدل کیلئے شہادت الٰہیہ، مرسلین کی بعثت، عمومی حالات میں عدل کی دامن گیری کی بابت خدائی تلقین اور فقہی تصریحات نظام عدل کی مرکزیت اور روح احکام ہونے کے غماض ہیں۔

حالات کے تغیر و تبدل کے باعث حصول عدل کیلئے کبھی تو اسلام کے اساسی احکام پر عمل کرنا ضروری

(1) ال عمران ، 18:3
(2) الحدید، 25:57
(3) صاد، 26:38
(4) المائدۃ ، 8:5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتا ہے اور کبھی ہنگامی حالات میں استثنائی احکام کو اختیار کیا جاتا ہے اور یہ صرف اس لئے کہ روح عدل باقی رہے۔

ہر حالت میں اگر انسان کو اساسی احکام کی بجا آوری کا ہی پابند کر دیا جائے تو یہ انسان کے بس کی بات نہ ہوگی اور ہنگامی حالات میں بھی اساسی احکام کی تکلیف، تکلیف مالایطاق قرار پائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہنگامی حالات میں انسان سے اساسی اور بنیادی امور کی بجا آوری کے تقاضے کو ترک کر کے شریعت اسلامیہ استثنائی امور کو ادا کرنے کا حکم دیتی ہے تا کہ شرعی اہداف پیش نظر رہیں۔ اور مکلّف کی مقاصد شریعہ کے حصول کی جانب توجہ برقرار رہے۔ غرض یہ ہے کہ اسلامی ضابطوں میں نظریہ رخصت واستثناء کی بنیاد عدل ہی ہے۔

2۔ اسلامی مزاج بندوں کیلئے سہولت فراہم کرتا ہے

اسلام کا مزاج اعتقادات کے اظہار معاملات کی تعمیل اور عبادات کی بجا آوری میں یُسر و سہولت کو پیش نظر رکھتا ہے۔ قرآن وسنت اور مجتہدین کے اجتہاد میں یہی نظریہ سہولت ہی ملحوظ خاطر ہوتا ہے۔ قرآن وسنت کی تصریحات اسلامی مزاج کے صاحب رحمت وشفقت اور باعث یُسر و سہولت ہونے کی اطلاع فراہم کرتی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

﴿الف﴾ سہولت فراہم کرنا منشاء الٰہ ہے

اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔

{يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ} (1)

یعنی اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔

---

(1) البقرہ، 185:2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزید فرمایا

{ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ }(1)

یعنی اللہ تمہیں حرج میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔

مزید فرمایا

{ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ }(2)

یعنی اللہ تمہارے لئے تخفیف چاہتا ہے۔

مزید فرمایا

{ كَتَبَ اللّٰهُ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ } (3)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ پر رحمت لازم کر لی ہے۔

مزید فرمایا

{ رَبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ } (4)

یعنی تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔

مزید فرمایا

{ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا }(5)

یعنی اے ہمارے رب تو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

مزید فرمایا

{ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ } (6)

یعنی اور ہم نے آپ (محمد ﷺ) کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا

(1) المائدۃ،6:5
(2) النساء ، 28:4
(3) الانعام، 54:6
(4) الانعام،147:6
(5) المومن ، 7:40
(6) الانبیاء، 107:21

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزید فرمایا

{ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ }(1)

یعنی یہ کتاب ہدایت، رحمت اور مسلمانوں کیلئے بشارت ہے۔

مزید فرمایا

{ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ }(2)

یعنی ہم قرآن سے وہ حکمت ودانائی نازل کرتے ہیں جو مومنین کیلئے شفاء اور رحمت ہے۔

مزید فرمایا

{ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ } (3)

یعنی یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف (سہولت) اور رحمت ہے۔

﴿ب﴾ سہولت فراہم کرنا منشاء مصطفیٰ ﷺ ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(یسروا ولا تعسروا و بشروا ولا تنفروا) (4)

یعنی دین میں آسانی پیدا کرو سختی پیدا نہ کرو لوگوں کو خوشخبری دو متنفر نہ کرو۔

مزید فرمایا

(انما بعثم میسرین و لم تبعثوا معسرین)(5)

یعنی تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

---

(1) النحل ، 89:16

(2) بنی اسرائیل ، 82:17

(3) البقرہ ، 178:2

(4) البخاری ، الجامع الصحیح، کتاب العلم باب ما کان النبی ﷺ یتخولہم بالموعظۃ والعلم کی لا ینفروا ، رقم 69، ص 38/1

(5) البخاری ، م۔ن، کتاب الوضوء ، باب صب الماء علی البول فی المسجد ، رقم 217، ص 89/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزید فرمایا

(اکفلوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لایمل حتی تملوا وان احب العمل الی اللہ ادومہ وان قل)(1)

یعنی اے لوگو! ایسے اعمال اختیار کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سے نہیں تھکتا البتہ تم تھک جاتے ہو، سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر آدمی ہمیشہ قائم رہے خواہ وہ تھوڑا ہو۔

مزید فرمایا

(خیر الامور اوسطہا)(2)

یعنی تمام امور میں سے بہترین وہ ہیں جو اعتدال پر ہوں۔

مزید فرمایا

(کان رسول اللہ ﷺ اذا امرھم امرھم من الاعمال بما یطیقون)(3)

یعنی رسول اللہ ﷺ جب حکم دیتے تو ایسے اعمال کا حکم دیتے جن کی لوگ طاقت رکھتے تھے۔

مزید فرمایا

(ایہاالناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف فان فیہم المریض والضعیف وذالحاجۃ)(4)

یعنی اے لوگو! (امامو) تم (شدت اختیار کر کے لوگوں کو) دور کرتے ہو۔ تم میں سے جو شخص امامت کرے اسے چاہئے کہ نماز میں تخفیف کرے کیوں کہ مقتدیوں میں بیمار، ضعیف اور حاجتمند بھی ہوتے ہیں۔

(1) ابو داؤد، سنن، کتاب الصلوۃ باب ما یؤمر من القصد فی الصلوۃ، رقم 1368 ص 48/2
(2) ابن الاثیر، جامع الاصول، ص، 223/1
(3) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ انا اعلمکم باللہ، رقم 20، ص 16/1
(4) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب الغضب الموعظۃ والتعلیم اذا رای مایکرہ، رقم 89، ص 46/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ج﴾ سہولت اختیار نہ کرنے پر وعید

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(هلك المتنطعون)(1)

یعنی دین میں بے جا شدت اختیار کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

مزید فرمایا: (لا صام من صام الابد)(2)

یعنی جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اُس نے گویا کوئی روزہ نہ رکھا۔

مزید فرمایا: (ليس من البر الصيام في السفر)(3)

یعنی سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

مزید فرمایا: (من يحرم الرفق يحرم الخير)(4)

یعنی جو نرمی سے محروم ہے وہ ہر نیکی سے محروم ہے۔

مزید فرمایا: (من يشاقق يشقق الله عليه يوم القيامة)(5)

یعنی جس نے کسی کو مشقت میں ڈالا اللہ اُسے قیامت کے دن مشقت میں ڈالے گا۔

کشادگی، تخفیف، سہولت، نرمی، مصلحت ان کا اطلاق اسلامی زندگی کے ہر شعبہ کو محیط ہے۔ حالات جیسے بھی ہوں سہولت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اعتقادات، معاملات اور عبادات میں اسلام کا رنگ سہولت و تخفیف نمایاں نظر آتا ہے۔

---

(1) المسلم، الجامع الصحيح، كتاب العلم، باب هلك المتعنتون، رقم 2670، ص 2055/4

(2) البخاری، الجامع الصحيح، كتاب الصوم، باب الحق الاهل في الصوم، رقم 1876، ص 698/2

(3) البخاری، الجامع الصحيح، كتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ من ظلل عليه واشتد الحر ليس من البر، رقم 912، ص 228/1

(4) ابن ماجه، سنن، كتاب الادب، باب الرفق، رقم 3687، ص 1216/2

(5) البخاری، الجامع الصحيح، كتاب الاحكام، باب من شاق شق الله عليه، رقم 6733، ص 2615/6

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری بحث سہولت سے متعلق فقہی قواعد استصلاحیہ

کا بنیادی ضابطہ (حالتِ ضرورت وحاجت)

i ضرورت کا مفہوم

اسلامی قانون وہ واحد قانون ہے جو انسان کی تمام بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہے، اس کی ہر دفعہ انسان کے انفرادی یا اجتماعی مفادات کی حامل ہے۔ مقاصد شریعہ کے حصول کو ہر ضابطہ میں پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ مقاصد شریعہ کے حصول کیلئے بعض اُمور کے کرنے کا حکم دیا گیا ہوتا ہے اور بعض امور کے سرانجام دینے سے روکا گیا ہوتا ہے کبھی ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ممنوعات ومحظورات کو اختیار کر لینے کا حکم دیا جاتا ہے تا کہ مقاصد شریعہ کو تحفظ دیا جا سکے۔

انسان کے مختلف حالات میں اشیاء صرف کے استعمال کی مختلف حیثیت ہے فقہاء اسلام نے اس حوالہ سے پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔(1)

۱۔ضرورت ۲۔حاجت ۳۔منفعت

۴۔زینت ۵۔فضول

ذیل میں اجمالی تعریفات ملاحظہ ہوں۔

پہلی قسم: ضرورت

ضرورت انسان کی اُس اضطراری حالت کو کہا جاتا ہے کہ اگر اس حالت میں ممنوعات ومحرمات کو اختیار نہ کیا جائے تو انسان ہلاک ہو جائے یا قریب المرگ (2)۔امام شاطبی کے مطابق ضرورت ایسی حالت کو کہا جاتا ہے کہ جس حالت میں مقاصد شریعہ (دین، نفس، نسل، عقل اور مال کی حفاظت) کے حصول کیلئے ممنوعات کو اختیار کرنا ناگزیر ہو جائے۔

(1) غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، ص 277,276/1

(2) حموی، حاشیہ علی الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ص108

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری قسم: حاجت

حاجت، انسان کی اس پریشانی اور مجبوری والی حالت کو کہا جاتا ہے کہ اس حالت میں ممنوعات کا استعمال ایسا تو نہ ہو کہ ان ممنوعات کو اختیار کئے بغیر موت واقع ہو جائے گی۔ البتہ پریشانی اور شدید مشقت میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ضرور ہو۔ ایسی حالت میں محرم لذاتہ تو حلال نہیں ہوتے البتہ محرم لغیرہ کے قبیل کی چیزیں مباح کر دی جاتی ہیں۔(1)

تیسری قسم: منفعت

منفعت انسان کی ایسی حالت کو کہا جاتا ہے کہ اس حالت میں کسی چیز کے استعمال کرنے سے انسان کو قوت حاصل ہو لیکن استعمال نہ کرنے سے کسی ہلاکت یا تکلیف شدیدہ کا اندیشہ نہ ہو مثلاً مرغن غذا کا استعمال (جب تک کہ فائدہ مند ہو)

چوتھی قسم: زینت

زینت انسان کی ایسی حالت کو کہا جاتا ہے کہ اُس حالت میں کسی چیز کا استعمال تقویت جسم کیلئے نہیں بلکہ محض تفریح طبع کیلئے ہو مثلاً کسی میٹھی چیز کا استعمال۔

پانچویں قسم: فضول

فضول انسان کی ایسی حالت کو کہا جاتا ہے کہ اس حالت میں انسان اسراف سے کام لیتا ہے اس حالت میں اگر حلال و حرام کا تمیز اٹھ جائے تو ناجائز ہے اور اگر اعتدالی کیفیت رہے تو جائز ہے۔(2)

مذکورہ پانچ اقسام میں سے آخری تین اقسام تو فقہ اسلامی میں حلت و حرمت کا مدار نہیں ہیں تاہم پہلی دو قسمیں (ضرورت و حاجت) حلت و حرمت کے مدار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ ضرورت کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

---

(1) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص 9/2

(2) مجلہ فقہ اسلامی ص 455/4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

" الضر ضد النفع بالفتح مصدر و بالضم اسم ضره واضره وضاره مضارة و ضرار ، الضاروراء القحط والشدة والضر سوء الحال اضراء والاسم الضرة والضرورة الحاجة "(1)

یعنی "الضر" نفع کی ضد ہے "ض" کے فتح سے پڑھا جائے تو یہ مصدر ہے اور اگر ضم سے پڑھا جائے تو اسم ہے (عرب اس لفظ کا استعمال اس طرح کرتے ہیں) ضرہ، اضرہ، ضارہ، مضارۃ وضرارا۔۔لفظ" الضاروراء" قحط اور شدت کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ضر کے معنی بدحالی کے بھی ہیں۔۔"ضر" کی جمع اضراء ہے اور ضرورت کے معنی حاجت کے ہیں۔

" رجل ذو ضارورة وضرورة ای ذوحاجة "(2)

یعنی ضرورت مند، حاجت مند آدمی

﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

" الضرورية معناها انه لا بد منها فی قیام مصالح الدین والدنیا بحیث اذا فقدت لم تجر مصالح الدنیا علی استقامه بل علی فساد و تهارج و فوت حیاة و فی لآخرة فوت النجاة والنعیم والرجوع بالخسران والمبین "(3)

یعنی ضرورت یہ ہے کہ جس کا وجود دینی اور دنیاوی مصلحتوں کے قیام کیلئے ضروری ہو اور اس کے فقدان کی صورت میں دنیاوی مصالح اپنی اصل شکل میں باقی نہ رہیں جبکہ اُس میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو جائے اور زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے اور آخرت میں نجات اور نعمتیں دستیاب نہ رہیں اور گھاٹا اُٹھانا پڑے۔

---

(1) قاموس المحیط ، ص75/2

ابن منظور ،لسان العرب ،ص784/7

الجر جانی ، التعریفات ، ص12

(2) الجوهری ، الصحاح ، ص483/2

(3) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص7/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ii حاجت کا مفہوم

﴿الف﴾ لغوی مفہوم

" ان الحاجة تطلق على نفس الافتقار وعلى الشى الذى يفتقر اليه "(1)

یعنی حاجت کا معنی محتاج ہونا ہے انسان جس چیز کا حاجتمند ہوتا ہے اُس چیز کو بھی حاجت کہتے ہیں۔

﴿ب﴾ اصطلاحی مفہوم

" اما الحاجيات فمعناها انها مفتقر اليها من حيث التوسع و رفع الضيق المؤدى فى الغالب الى الحرج والمشقة اللاحقه بفوت المطلوب "(2)

یعنی حاجیات کا مصداق ایسے امور ہوتے ہیں جو معاملات میں حصول وسعت، اور اس تنگی کو دور کرنے کی غرض سے ہوں جو بالعموم مطلوب کے فوت ہو جانے سے مشقت کا باعث ہوتی ہے۔

iii ضرورت وحاجت میں بنیادی فرق

پہلا فرق: ضرورت کے لغوی معنی ضرر اور نقصان کے ہیں اور اصطلاح شرع میں ایسے شدید خطرہ کو کہتے ہیں کہ جس کی موجودگی میں مصالح کی بقا ممکن نہ ہو فقہاء عموماً اس کا استعمال حالتِ اضطرار و اکراہ کے مواقع پر کرتے ہیں۔ جبکہ حاجت کا لغوی معنی محتاجی ہے اور اصطلاح شرع میں اس محتاجی کو کہتے ہیں کہ اگر انسان اس حالت احتیاج میں ممنوعات کا استعمال نہ کرے تو مشقت میں پڑ جائے گا اگرچہ مصالح کا حصول تو ہو جائے گا مگر نہایت ہی مشقت و دقت کے ساتھ۔

دوسرا فرق: ضرورت کی وجہ سے حرام لعینہ مباح قرار پاتا ہے جب کہ حاجت کی وجہ سے صرف حرام لغیرہ مباح قرار پا سکتا ہے۔

---

(1) تاج العروس ، ص25,24/2

(2) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص9/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

iv ضرورت معتبرہ کے حدود وشرائط

ضرورت کے معتبر ہونے کی درج ذیل شرائط ہیں۔

الف۔ ضرورت بالفعل موجود ہو، محض مستقبل میں اس میں گرفتار ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

ب۔ انسان ایسی حالت میں آجائے کہ محظورِ شرعی کے ارتکاب کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہے۔

ج۔ ضرورت کے تحت وہی کام کیا جاسکتا ہے جس کی حرمت ضروریات دین اور اساسیات دین میں سے نہ ہو، جیسے زنا وقتل وغیرہ

د۔ دفع ضرر کیلئے جو کم سے کم مقدار مطلوب ہے اس پر اکتفاء کرے۔

ھ۔ اگر معاملہ علاج سے متعلق ہو تو کسی ماہر ڈاکٹر نے تشخیص کی ہو(1)

و۔ جو شئی کسی عذر کے سبب جائز ہوتی ہو عذر کے ختم ہوجانے پر وہ باطل ہوجائے گی۔

ز۔ ایک ضرر (نقصان) کو اسی درجہ کے دوسرے ضرر سے دور نہیں کیا جاسکتا۔

ح۔ ضرر خاص کو ضرر عام دور کرنے کیلئے برداشت کیا جائے گا۔

ط۔ ضرر اشد کا ازالہ ضرر اخف سے کیا جائے گا۔

ی۔ دفعِ مضرت کو جلب منفعت پر مقدم رکھا جائے گا۔)(2)

v مظاہر ضرورت/تخفیف وسہولت

حالت ضرورت (جس میں شرعی ممنوعات ومحظورات کو اختیار کرنا مقاصد شریعہ کے حصول کیلئے ضروری قرار دیا جاتا ہے) کو متعدد اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ان تمام اقسام کا مابہ الاشتراک ایک ہی ہے یہ کہ حالت ضرورت میں منہیات کو اختیار کرلیا جائے۔

---

(1) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ص3/18-516

(2) ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص91-83

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معروف مظاہر ضرورت درج ذیل ہیں۔

۱۔اکراہ ۲۔ضرر ۳۔اضطرار ۴۔مشقت

۵۔خوف ۶۔ فساد ۷۔عموم بلوی ۸۔خصوص بلوی

﴿الف﴾ اِکراہ کا تعارف

1۔ اکراہ کا مفہوم

اکراہ کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں اُن سب کا مآل ایک ہی ہے وہ یہ کہ اکراہ رضا مندی کی ضد ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کو دھمکی کے تحت اپنی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے پر مجبور کرنا۔

پہلی تعریف: " الاکراہ حمل الغیر علی ما یکرھہ بالوعید "(1)

یعنی اکراہ یہ ہے کہ کسی شخص کو ڈرا دھمکا کر ایسا کام کرنے پر تیار کرنا کہ جسے کرنا وہ ناپسند جانتا ہو

دوسری تعریف: " الاکراہ ھو الالزام والاجبار علی ما یکرہ الانسان طبعاً او شرعاً فیقدم علی عدم الرضا لیرفع ما ھو اضر "(2)

یعنی اکراہ یہ ہے کہ ایک انسان جس چیز کو طبعاً یا شرعاً ناپسند جانتا ہے اس شخص کو وہ کام کرنے پر مجبور کر دیا جائے اور وہ شخص بھی کسی بڑے نقصان سے بچنے کیلئے وہ مکروہ کام کر لے۔

اِکراہ سے مراد وہ دھمکی ہے جس کے ذریعے کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو مجبور کر دے جس سے اُس کی رضامندی یا اس کا اختیار مٹ جائے اگرچہ اس میں اہلیت فراست باقی رہے(3)

---

(1) الجرجانی ، التعریفات ،ص15

(2) الجرجانی، م۔ن،ص15

(3) المرغینانی ، الھدایہ ، ص728/3

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2۔ اِکراہ کے اجزائے ترکیبی

مُکرِہ مجبور کرنے والا

مُکرَہ جسے مجبور کیا گیا ہو

مُکرَہ علیہ جس کام پر قولاً یا فعلاً مجبور کیا جائے

مَکروہ وہ وعید جس سے ڈرایا جائے۔

3۔ اکراہ کی شرائط

مکرِہ (مجبور کرنے والا) کو مار ڈالنے کی فوری قدرت ہو۔

مکرَہ (جسے مجبور کیا گیا ہے) کو عدم تعمیل پر مرنے کا خوف ہو۔

دھمکی جان سے مار ڈالنے یا عضو کے تلف کرنے کی ہو۔

جس امر پر دھمکی دی جارہی ہے اس سے پہلے مکرہ اپنے یا غیر یا شریعت کے حق کی وجہ سے کرنے کیلئے تیار نہ ہو۔(1)

4۔ اِکراہ کی اقسام

اکراہ کے مختلف پہلو ہیں۔

اکراہ باعتبارِ شدت ، اِکراہ باعتبارِ وقوع ، اِکراہ باعتبارِ مطالبہ

4.1 اکراہ باعتبار شدت

شدت ورخوۃ کے اعتبار سے اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: اکراہِ تام

اکراہ تام میں مجبور شخص کی رضامندی اور اختیار ختم ہو جاتا ہے اس میں مجبور کو عدم تعمیل پر اپنی جان تلف ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اسے اکراہ ملجی بھی کہتے ہیں۔ یہ اکراہ اضطراری حالت کو پیدا کرتا ہے۔(2)

---

(1) ابن عابدین شامی، درر مختار مع رد المحتار، ص 129/6

(2) الکاسانی ، بدائع الصنائع ،ص 175/7

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری قسم: اکراہ ناقص

اکراہِ ناقص میں مجبور شخص کی رضامندی تو ختم ہو جاتی ہے مگر اختیار فاسد نہیں ہوتا کیوں کہ اس میں جان تلف ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اسے اکراہ غیر ملجی بھی کہتے ہیں۔ یہ اکراہ حالت اضطرار پیدا نہیں کرتا(1)

(اکراہ تام میں کسی کی جان، عضو یا تمام مال تلف کرنے کی دھمکی ہوتی ہے جب کہ اکراہ ناقص میں مار پیٹ یا قید کرنے کی دھمکی ہوتی ہے)

4.2 اکراہ باعتبار وقوع

وقوع کے اعتبار سے اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: اکراہ عملی

اکراہ عملی یہ ہے کہ جس میں دھمکی عملاً واقع ہو چکی ہو جیسے ایک شخص مُکرَہ کے سر پر بندوق تان کر کھڑا ہوا ہے اور عدم تعمیل پر گولی مار دینے پر اصرار کر رہا ہے۔

دوسری قسم: اکراہ معنوی

اکراہ معنوی یہ ہے کہ جس میں دھمکی متوقع ہو اگرچہ عملاً دھمکی واقع نہ ہو چکی ہو۔ از روئے قیاس تو اسے اکراہ شرعی نہیں کہا جا سکتا مگر بعض احناف نے اسے استحساناً اکراہ شرعی میں شمار کیا ہے اس (اکراہ معنوی) سے مکرہ کے تصرفات نافذ نہیں ہوتے (2)

4.3 اکراہ باعتبار مطالبہ

مطالبہ کے اعتبار سے اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔

---

(1) الکاسانی ، م۔ن، ص 175/7

(2) عبد القادر عودہ ، تشریع الجنائی الاسلامی ، ص 390/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلی قسم: اکراہ حسی

اکراہ حسی یہ ہے کہ کسی محسوس فعل کی بابت مطالبہ کیا گیا ہو اور عدم تعمیل پر کسی نقصان پہنچانے کی دھمکی دی گئی ہو مثلاً حرام کھانے، پینے اتلاف اور زخمی کرنے کا مطالبہ کرنا۔

دوسری قسم: اکراہ شرعی

اِکراہ شرعی یہ ہے کہ کسی غیر حسی فعل کا مطالبہ کیا گیا ہو اور ایسا عمل نہ کرنے پر نقصان پہنچانے کی دھمکی دی گئی ہو مثلاً طلاق، نکاح، رجعت، یمین، نذر، ظہار، ایلاء، بیع وشراء کا مکرہ کی مرضی کے خلاف مطالبہ کرنا۔

5 اکراہ کی فقہی حیثیت

علامہ ابن عابدین (1) نے محرمات پر اکراہ کی چند انواع بیان کی ہیں ان سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے کس نوع میں اکراہ کو کیا حیثیت دی ہے "اکراہ علی المعاصی" کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ محرمات جنہیں اکراہ کی صورت میں جان یا عضو بچانے کے پیش نظر شریعت نے کرنے کی رخصت عطا کی ہے جیسے کلمہ کفر کا زبان پر جاری کرنا۔ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا، نماز چھوڑنا۔

دوسری قسم: وہ محرمات کہ جنہیں اکراہ کی صورت (ضرورت) میں بھی اختیار نہیں کیا جا سکتا جیسے کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا، یا کسی کے عضو کو کاٹنا، کسی کے ساتھ زنا کرنا، یا سخت ترین مار دینا۔

تیسری قسم: وہ محرمات کہ جن کا کرنا مباح اور نہ کرنا گناہ جیسے اکراہ یا مخمصہ کی صورت میں شراب نوشی (2)

---

(1) ﴿ابن عابدین﴾ محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الحسینی 1244ھ دمشق میں پیدا ہوئے قرة عیون الاخیار لتکملة رد المختار علی الدر المختار آپ کی شہرۂ آفاق تالیف ہے۔ 1302ھ میں آپ کا انتقال ہو۔ آپ مقبرۂ باب الصغیر میں دفن کئے گئے۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، ص 193/11)

(2) ابن عابدین، رد المحتار، ص 92/5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

6 مشروعیت اکراہ

اسلام میں اکراہ کی حالت میں مکرہ (مجبور) شخص کو ایک خاص حد تک اباحت یا رخصت مہیا کی جاتی ہے چنانچہ حالت اکراہ میں ممنوعات کو مشروعیت مل جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ }(1)

جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے سوائے اس کے کہ (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو مگر وہ جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان پر بڑا عذاب ہوگا۔

جب حالت اکراہ میں کفر و شرک جیسے جرم کو اختیار کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے (بشرطیکہ دل اسلام پر ہی جما ہوا ہو) تو اکراہ کی صورت میں اس درجہ سے کم جرائم کو اختیار کرنے کی تو بطریق اولیٰ اجازت ہوگی۔ حالت اکراہ میں مجبور شخص کا ممنوع اشیاء کو اختیار کرنا قابل معافی ہوگا۔

بھوک اور پیاس کی شدت کا احساس رکھنے والا شخص اگر حرام مال کو کھالے یا شراب حرام کو پی لے تو ضرر سے بچنے کیلئے اس شخص کا یہ فعل درست قرار پا جائے گا اور عنداللہ معتوب نہ ہوگا۔(2)

تاہم اگر اکراہ غیر مُلجی ہو تو محرمات کا استعمال جائز نہ ہوگا۔ تنویر الابصار اور دُرِ مختار میں ہے۔

"ان اکرہ علی میتۃ او دم او لحم خنزیر اوشرب خمر بأکراہ غیر ملجی بحبس او ضرب او قید لم یحل "(3)

یعنی اگر مردار کھانے یا خون پینے یا سور کا گوشت کھانے یا شراب پینے پر غیر ملجی اکراہ ہوا کہ قید کرنے،

(1) النحل، 106:16

(2) البقرہ، 173:2

(3) ابن عابدین، مـن، ص92/5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مارنے کی دھمکی دی گئی تو محرمات کو اختیار کرنا جائز نہ ہوگا۔

اور اکراہ ملجی جو کہ درجہ ضرورت تک پہنچ جاتا ہے اس صورت میں ممنوعات کو استعمال نہ کرنا دینی اعتبار سے ناجائز ہے۔اس میں شک نہیں کہ جھوٹ بولنا حرام ہے مگر کسی جابر اور ظالم سے کسی کو محفوظ رکھنے کیلئے کذب کا اختیار کرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات واجب قرار پاتا ہے۔

" ان الکذب یجب للعصمۃ عن ید ظالم "(1)

﴿ب﴾ ضرر

1۔ضرر کا مفہوم

شریعت اسلامیہ میں ضرر کو دور کرنا بنیادی مقاصد میں سے ہے لہذا جہاں کہیں ضرر پایا جائے گا وہیں ضرورت کا اطلاق بھی ہوگا۔ضرر سے ہی ضرورت کا لفظ ماخوذ ہے۔فخر الاسلام بزدوی نے اکراہ اور ضرورت (ضرر) کو درج ذیل الفاظ سے تعبیر کرتے ہوئے ضرورت کی شدت واہمیت کو واضح کیا ہے۔

" ان حال الضرورۃ اشد من حال الاکراہ فھی تبیح الفعل مطلقا اما الاکراہ فقد یبیح الفعل و قد لا یبحہ فاذا ثبتت الاباحۃ فی حال الاکراہ عرف ان الاضطرار قد تحقق "(2)

یعنی ضرورت کا حال اکراہ کے حال سے مختلف اور سخت ہوتا ہے اس لئے کہ ضرورت (ممنوعات کیلئے) مطلقا اباحت کا باعث بنتی ہے۔جب کہ اکراہ کبھی تو اباحت فعل کا باعث بنتا ہے کبھی نہیں لیکن جب اکراہ کی وجہ سے اباحت ممنوع کا ثبوت ہو جائے گا تو اضطرار (ضرورت،ضرر) کا بھی تحقق ہوگا۔

2۔مشروعیت

ضرر کو دور کرنا منقولات کی درج ذیل تصریحات سے واضح ہوتا ہے۔

---

(1) فواتح الرحموت ، ص 31/1

(2) فخر الاسلام بزدوی ، کشف الاسرار مع اصول البزدوی ،ص 1506/4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقل اول: قرآنی آیات بابت ''ضرر''

{ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ } (1)

یعنی والدہ کو اُس کے بچے کی وجہ سے ضرر نہ دیا جائے اور نہ ہی والد کو اس کے بچے کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے

{ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ } (2)

یعنی کاتب اور گواہ کو ضرر نہ دیا جائے۔

{ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ } (3)

یعنی اپنی بیویوں کو ضرر (تکلیف) نہ دو کہ اُن پر تنگی کرو۔

{ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا } (4)

یعنی اور بیویوں کو ضرر (تکلیف) پہنچانے کی غرض سے نکاح میں نہ روکے رکھو۔

{ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا } (5)

اور جن لوگوں (منافقین) نے مسجد ضرار (نقصان) پہنچانے کیلئے بنائی۔

{ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ } (6)

یعنی (ترکہ کی تقسیم) میت کی وصیت اور قرض کو ادا کرنے کے بعد ہے بہ شرط کہ میت نے وصیت اور قرض کے ذریعہ کسی کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔

---

(1) البقرہ، 233:2
(2) البقرہ، 282:2
(3) الطلاق، 6:65
(4) البقرہ، 231:2
(5) التوبہ، 107:9
(6) النسآء، 12:4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقل دوم: حدیث نبوی ﷺ بابت "ضرر"

(لا ضرر و ضرار)(1)

نہ تو ضرر اٹھانا ہے اور نہ ضرر پہنچانا ہے۔

دیگر متعدد روایات بھی اسی مفہوم کو واضح کرتی ہیں۔

3۔ دفع ضرر سے متعلق چند فقہی قواعد

3.1 "الاصل فی المنافع الاذن و فی المضار المنع "(2)

منافع کی بابت اصل یہ ہے کہ ان کا حصول جائز ہے اور نقصان پہنچانے والی اشیاء میں اصل یہ ہے وہ ممنوع ہیں۔

3.2 " الضرر یزال "(3)

یعنی "ضرر" (نقصان) کا ازالہ کیا جائے گا۔

قانون مذکور کے مطابق ضروری ہے کہ جہاں کہیں نقصان پایا جا رہا ہو اُسے دور کیا جائے قوانین کو وضع کیا جائے تا کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر طمانیت پیدا ہو سکے اس ضابطہ کی بہت سی مثالیں ہیں۔ خیار عیب، خیار مجلس، خیار شرط، تعزیرات، حدود، عدالتی تنسیخ نکاح وغیرہ اسی ضابطہ کے تحت ہیں۔

3.3 " الضرر لا یزال بالضرر "(4)

یعنی ضرر (نقصان) کو ضرر کے ساتھ دور نہ کیا جائے گا مثلاً

بھوک سے بے تاب شخص (مضطر) اپنے جیسے کسی دوسرے شخص سے چھین کر نہیں کھا سکتا(5)

---

(1) ابن ماجہ ، سنن ، کتاب الاحکام ،باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ، رقم 2341، 784/2
امام مالك ، مؤطا ، کتاب المکاتب ، باب مالا یجوز من عتق المکاتب، رقم 1429، ص745/2

(2) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص31/2

(3) ابن نجیم ، الاشباہ والنظائر ، ص107

(4) ابن نجیم ، الاشباہ والنظائر ، ص8
ابن نجیم ، م۔ن، ص109

(5) ابن نجیم ، م۔ن، ص110

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

3.4 " یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام "(1)

یعنی عام ضرر کو دور کرنے کیلئے خاص ضرر کو برداشت کیا جائے گا مثلا

جاہل طبیب کو دوا دینے سے روکا جا سکتا ہے تا کہ عوام الناس کو غلط تشخیص اور غلط دوا کی وجہ سے ممکنہ نقصان سے تحفظ دیا جا سکے(2)

اپنی دولت کو ضائع کرنے والے شخص کو دولت کے بے دریغ خرچ کرنے سے روک دینا، ذخیرہ اندوز کے جمع شدہ مال پر قبضہ کر کے حکومت کا اسے فروخت کر دینا، قرض ادا کر سکنے کے باوجود قرض ادا نہ کرنے کو اس کے مالی تصرفات سے روک کر قرض خواہوں کو قرض کی ادائیگی کرنا، یہ بھی اسی قبیلہ کی مثالیں ہیں۔

3.5 " الضرر الاشد یزال بالضرر الاخف "(3)

یعنی خفیف نقصان کو برداشت کر کے شدید نقصان کو دور کیا جائے گا مثلا

اگر والدہ فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ کی موجودگی کا یقین ہو تو ماں کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے گا۔ مقروض کو اداء قرض پر برانگیختہ اور مجبور کرنے کیلئے قید و بند میں رکھنا بھی اسی ضابطہ کی ایک کڑی ہے۔

﴿ج﴾ اضطرار

1۔اضطرار کا مفہوم

1.1 لغوی مفہوم

" الاضطرار الاحتیاج الی الشئ "(4)

یعنی حالتِ اضطرار یہ ہے کہ کسی شی کی طرف محتاج ہونا۔

(1) ابن نجیم ، م۔ن، ص110
(2) ابن نجیم ، م۔ن، ص110
(3) ابن نجیم ، م۔ن، ص110
(4) ابن منظور ، لسأن العرب ، ص483/4

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

1.2 اصطلاحی مفہوم

" بلوغه حدا ان لم يتناول الممنوع يهلك "(1)

یعنی کسی انسان کا اس حد تک پہنچ جانا کہ اگر ممنوع چیز نہ کھائے تو ہلاک ہو جائے۔

مظاہر ضرورت میں سے ایک حالتِ "اضطرار" ہے۔ اضطرار ایسی حالت ضرورت ہے جس میں کسی شدید نقصان کے پہنچنے کا خوف پیدا

ہو جاتا ہے اور ممنوع و محظور امر کو اختیار کئے بغیر اضطراری کیفیت سے نکلنا ممکن نہ ہو۔ ایسی حالت میں ضرورت کے پیش نظر بقدر ضرورت و ممنوعات کو اختیار کرنا جائز قرار دیا جاتا ہے۔

2۔ مشروعیت اضطرار

2.1 از قرآن حکیم

{ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ } (2)

یعنی یقیناً تمہارے لئے حرام کر دیا گیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے گئے ہوں پس وہ شخص جو حالت اضطرار میں ہو جبکہ وہ نہ تو باغی ہو اور نہ ہی حد سے بڑھنے والا ہو تو اُس پر ان اشیاء کے استعمال میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

{ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ } (3)

یعنی جو شخص بھوک کی شدت سے حالت اضطرار میں ہو جبکہ وہ گناہ کی وجہ سے اس حرام کی طرف مائل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ (اس کیلئے) بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

---

(1) حموی ، حاشیه حموی علی الاشباه والنظائر ،ص108

(2) البقرہ ، 173:2

(3) المائدہ ، 3:5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشروعیت اضطرار کی بابت مزید آیات بھی موجود ہیں(1)

2.2 از سنت نبوی ﷺ

(عن ابی واقد اللیثی قال قلت یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا بہا مخمصۃ فما یحل لنا من المیتۃ قال اذا لم تصطبحوا و لم تغتبقوا و لم تحتفؤ وا بہا بقلا فشأنکم بہا)(2)

یعنی ابو واقد لیثی سے روایت ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایک ایسی جگہ سکونت پزیر ہوں جہاں ہمیں شدید بھوک لگتی ہے مگر ہمارے لئے مردار حلال نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم نے ناشتہ نہ کیا اور رات کو کچھ نہ کھایا پیا اور نہ کوئی نباتاتی چیز ملی تو پھر تم اُس مردار کو کھا کر گزارہ کر سکتے ہو۔

(عن جابر بن سمرۃ ان اھل بیت کانوا بالحرۃ محتاجین ، قال فماتت عندھم ناقۃ لھم او بعیر ھم فرخص لھم النبی ﷺ فی اکلہا)(3)

یعنی جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقام حرہ میں ایک غریب خاندان قیام پذیر تھا وہ کہتے ہیں کہ ان کے ہاں ان کی ایک اونٹنی یا ایک اونٹ مر گیا تو رسول کریم ﷺ نے اُنہیں کھا جانے کی رخصت دی۔

3۔شرائط اضطرار

حالت اضطرار میں ممنوعات کی اباحت درج ذیل شرائط پر موقوف ہے۔

پہلی شرط:

کسی شخص کے مجبور کرنے پر حالت اضطرار میں کسی شخص کو قتل کرنا جائز نہیں ہے البتہ حملہ آور کو اُس کے کئے کا بدلہ دیتے ہوئے قتل کرنا بھی جائز ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

---

(1) الانعام ،115,120:6 ، النحل ،115:16

(2) احمدبن حنبل، مسند ، کتاب مسند الانصار،باب حدیث ابی واقد اللیثی رقم 21948،ص218/5

(3) احمدبن حنبل، مسند ، کتاب اول مسند البصریین باب حدیث جابر بن سمرۃ، ص 88/5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

{ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ } (1)

یعنی جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو اُس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو۔

دوسری شرط:

مُضطر کیلئے بقدر ضرورت حرام چیز کا استعمال مباح ہے۔ اضطراری حالت میں مقدار محرم کی بابت مختلف آراء ہیں(2)

احناف: مضطر حرام شی کی اتنی مقدار استعمال کرسکتا ہے جس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کرسکنے کی طاقت پیدا ہو جائے

مالکیہ: مضطر حرام شی کی اتنی مقدار استعمال کرسکتا ہے کہ اُس کا پیٹ بھر جائے اور کچھ زادراہ کے طور پر رکھ لے۔

شافعیہ: مضطر معمولی سی حرام شی کو کھائے لیکن جب مضطر کو اندیشہ ہو کہ مستقبل قریب میں یہ خوراک بھی دستیاب نہ ہوگی تو حاجت سے زیادہ کھا سکتا ہے۔

حنابلہ: مضطر کا پیٹ بھر کر کھانا کھانا مباح ہے اور اس سے زائد کھانا حرام ہے۔

تیسری شرط:

اضطراری حالت کی وجہ سے دوسرے کا حق باطل نہیں ہوتا ہے مثلاً اگر کسی مضطر کی رسائی میں مردار اور طعام غیر دونوں موجود ہوں تو مضطر مردار کھا سکتا ہے اور مردار کی موجودگی میں دوسرے شخص کا طعام اس کیلئے جائز نہ ہوگا۔(3)

4۔ اَمثلہ اِضطرار

جس اضطراری حالت کا تعلق ماکولات و مشروبات سے ہے ان کی امثلہ گذر چکی ہیں غیر ماکولات و

(1) البقرہ، 194:2

(2) موسوعہ الفقہ الاسلامی، ص67/14

(3) ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص113

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر مشروبات میں اضطراری حالت کی چند مثالیں ذیل ہیں۔(1)

پہلی مثال:

کسی کے گھر اس کی اجازت کے بغیر داخل ہونا ناجائز ہے اگر کسی موذی جانور سے ہلاکت کا خطرہ ہو اور اس خطرہ کو کسی کے گھر میں پناہ لینے سے ہی دور کیا جاسکتا ہے جبکہ مالک مکان سے اجازت طلب کرنے کی گنجائش موجود نہیں ہے اور یہ شخص جان بچانے کیلئے مالک مکان کی اجازت کے بغیر ہی مکان میں داخل ہو جائے تو یہ جائز ہے۔

دوسری مثال

وضو یا غسل کیلئے اگر پانی نقصان دہ ہے تلف نفس یا تلف عضو کا خطرہ ہے تو پانی کا استعمال ترک کر کے تیمّم کر سکتا ہے۔

تیسری مثال

کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق ہے۔اب جب بھی وہ عورت گھر سے نکلے گی تو اسے طلاق ہو جائے گی اگر مکان میں آگ لگ گئی اور عورت جان بچانے کیلئے گھر سے باہر نکل گئی تو اسے مضطرہ شمار کیا جائے گا اور اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

چوتھی مثال

بے قابو حلال جانور کہ جسے ذبح اختیاری نہیں کیا جاسکتا اس کے جسم کے کسی بھی حصہ پر زخم لگا کر ذبح اضطراری کو اختیار کر لیا جائے اس عمل سے یہ جانور حلال ہو جائے گا۔

(د) مشقت

مظاہر ضرورت میں سے ایک مظہر حالتِ ''مشقت'' ہے احکام اسلامیہ بالعموم مشقت سے ہی ادا کئے جاتے ہیں۔مشقت کے بغیر احکام اسلامیہ کی بجا آوری ممکن نہیں۔سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا، گرمی کے موسم میں رمضان المبارک کے روزے رکھنا، صبح سویرے اُٹھ کر مسجد میں جانا،

(1) موسوعۃ الفقہ الاسلامی ص 14/101-105

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی کمائی کا مخصوص حصہ راہ خدا میں تقسیم کرنا، مناسک حج کی ادائیگی، جہاد فی سبیل اللہ غرض یہ کہ احکام اسلامیہ عموماً مشقت کے ساتھ ہی ادا ہوتے ہیں مگر یہ مشقت جو قابل برداشت ہے تخفیف اور رخصت کا باعث نہیں بنتی ہے۔ البتہ ایسی مشقت جو انسان کیلئے نقصان دہ ہو تخفیف کا سبب بنتی ہے اور ایسی ہی مشقت ضرورت کا مظہر قرار پاتی ہے اور بر بنائے ضرورت، احکام میں سہولت کا باعث بنتی ہے۔

1 مشقت کا مفہوم

1.1 لغوی مفہوم

مشقت کا لغوی معنی "شدت" ہے۔(1)

1.2 اصطلاحی مفہوم

اصطلاح شرع میں مشقت کا اطلاق بقول امام شاطبی چار وجوہ پر ہوتا ہے(2)

وجہ اول: غیر مقدور مشقت

یعنی وہ امور جنہیں سرانجام دینا انسانی طاقت سے باہر ہو جیسے کسی لنگڑے کا بغیر سہارا کے کھڑے ہونا یا انسان کا بالذات ہوا میں اڑنا۔

وجہ دوم: غیر معتاد مشقت:

اس سے مراد وہ دشواری ہے جو انسانی استعداد میں تو داخل ہے مگر انسان کی روزمرہ زندگی کے معمولات سے خارج ہے یعنی انسان اس عمل کو کرنا چاہے کر تو سکتا ہے مگر اسے خاصی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اول:

جس فعل کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے مشقت اس فعل میں پائی جائے جیسے حالت سفر میں روزہ رکھنا

---

(1) الزبیدی، تاج العروس ، فصل الشین من باب القاف، ص396/6

(2) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص91/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسم دوم :

مشقت نفس فعل میں تو موجود نہیں ہے مگر اس فعل کا تکرار مشقت پیدا کر دیتا ہے جیسے نوافل و مستحبات کی کثرت (دو چار/ چند نوافل تو انسان ادا کر ہی سکتا ہے مگر نوافل کا تسلسل انسان کو مشقت میں مبتلا کر دیتا ہے)

وجہ سوم: معتاد مشقت

اس سے مراد وہ دشواری، مشقت ہے انسان کے عادات و معاملات میں کثرت سے آنے کے باعث اب وہ مشقت محسوس نہیں ہوتی جیسے نماز کی ادائیگی شریعت کے عمومی امور تکلیفیہ مشقت کی اسی قسم سے متعلق ہیں۔

وجہ چہارم: احساس مشقت

اس سے مراد وہ مشقت ہے جسے انسان اپنی خواہش نفس کے ترک کرنے پر محسوس کرتا ہے اور یہ احساس اسے بار گراں لگتا ہے۔

مذکورہ چار وجوہ میں سے دوسری وجہ کی پہلی قسم "یہ کہ جس فعل کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے مشقت اس نفس فعل میں پائی جاتی ہے جیسے حالت سفر میں روزہ رکھنا" وہ ہے جس پر شریعت اسلامیہ کے استثنائی احکام جاری ہوتے ہیں اسی مشقت کی بابت فقہاء نے قانون وضع کیا ہے۔" **المشقة تجلب التيسير** " یعنی مشقت آسانی پیدا کرتی ہے۔

جس مشقت پر اسلام کے استثنائی ضابطوں کا اطلاق ہوتا ہے اس کی پہچان امام شاطبی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

" **ان كان العمل يؤدى الدوام عليه الى الانقطاع عنه او عن بعضه و الى وقوع خلل في صاحبه في نفسه او ماله او حال من احواله فالمشقة منا خارجة عن المعتاد وان لم يكن فيها شئٌ من ذلك في الغالب فلا يعد في العادة مشقة** "(1)

(1) الشاطبی ، الموافقات ،المجلد الاول ص94/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اگر کسی عمل کو ہمیشہ کیلئے سرانجام دینا مشکل ہو کہ وہ عمل اختیار کرنے سے بالآخر چھوٹ جائے یا ناقص ہو جائے یا اس عمل کو اختیار کرنے والے کی جان، مال یا حالت میں تبدیلی واقع ہو جائے تو اس قسم کی مشقت خارج از عادت قرار پائے گی۔ جو مشقت ایسی نہ ہو وہ عادتاً مشقت نہیں سمجھی جائے گی (اور اس پر استثنائی احکام مرتب نہ ہونگے)

2 مشروعیتِ مشقت

اِسلام انسانوں کیلئے سہولت اور نرمی فراہم کرتا ہے جب کبھی مشقت اور سختی درپیش ہو اسلام اس حالت کو ہنگامی قرار دے کر مشقت کے قائم رہنے تک کے استثنائی ضابطے عطا کرتا ہے درج ذیل میں مشقت کی مشروعیت کا حکم ملتا ہے۔

2.1 ازقرآن مقدس

{ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ } (1)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔

{ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا } (2)

یعنی اللہ تعالیٰ تم سے بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

{ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ } (3)

اللہ نے تمہارے لئے دین میں کوئی مشقت نہیں رکھی ہے۔

{ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا } (4)

یعنی اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

{ و يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ } (5)

یعنی اللہ کا رسول اُن سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر مسلط ہوتا تھا۔

(1) البقرہ، 185:2
(2) النساء، 28:4
(3) الحج، 78:22
(4) البقرہ، 286:2
(5) الاعراف، 158:7

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2.2 از سنت نبوی ﷺ

(ولکنی بعثت بالحنفیة السمحة)(1)

یعنی (حضور ﷺ نے فرمایا) میں ایسے دین حنیف کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں جس میں تسامح (چشم پوشی) کی خصوصیت ہے

(ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبه)(2)

یعنی دین آسان ہے جو دین میں سختی اختیار کرتا ہے دین اُس پر غالب آجاتا ہے۔

3 اسباب مشقت

شریعت اسلامیہ نے تخفیف کے اسباب میں مندرجہ ذیل امور کو شامل کیا ہے۔(3)

3.1 سفر مثلاً دوران سفر نماز قصر کرنے اور روزہ قضاء کرنے کی اجازت ہے۔

2. مرض مثلاً مرض کی حالت میں نماز پڑھنے میں تخفیف اور روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے

3. اکراہ مثلاً اکراہ کی صورت میں کلمہ کفر کہنے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

4. نسیان مثلاً روزہ کی حالت میں بھول کر کھا لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

5. جہالت مثلاً حدود سے لاعلم ہونے کی وجہ سے حدود کا سقوط

6. عسر (تنگی) مثلاً تنگدستی میں زکوۃ کے وجوب سے مستثنیٰ قرار دینا

7. عموم بلوی مثلاً بارش میں نماز باجماعت کے ترک کی اجازت

---

(1) احمد بن حنبل ، مسند ، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث ابی امامه الباهلی الصدی بن عجلان ، رقم 22345، ص 266/5

احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال ابوعبداللہ 164ھ میں پیدا ہوئے آپ اپنے زمانہ کے علماء میں سند کی حیثیت رکھتے تھے، فتنِ خلقِ قرآن کے دور میں آپ کو شدید تکلیفوں سے گذرنا پڑا مگر آپ نے صبر سے کام لیا۔ احادیث کا مجموعہ، ''المسند'' آپ کی تالیفات میں سے ایک عظیم تالیف ہے۔ 241ھ میں آپ انتقال فرما گئے۔

(الذهبی ، تذکرة الحفاظ ، ص 431/2)

(2) البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الایمان ، باب الدین یسر ، رقم 39، ص 23/1

(3) ابن نجیم ، الاشباه والنظائر ، ص 95

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

8. نقص مثلاً عورتوں سے جہاد اور نماز جمعہ کی فرضیت کا اسقاط
9. جنون مثلاً جنون کی حالت میں نماز کی معافی
10. بے ہوشی مثلاً بے ہوشی کی حالت میں نماز کی ادائیگی کا مؤخر کر دینا
11. نیند مثلاً نیند کی حالت میں کوتاہیوں کی سزا سے معافی (جیسے نیند کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوئی)
12. کمسنی مثلاً نابالغ مکلّف احکام نہیں ہے

﴿ھ﴾ خوف

مظاہر ضرورت میں سے ایک مظہر حالت خوف ہے۔ خوف کا تعلق مستقبل کے اندیشۂ نقصان سے ہے

1 خوف کا مفہوم

علامہ جرجانی لکھتے ہیں۔

"الخوف توقع حلول مكروهٍ او فوات محبوب "(1)

یعنی کسی خطرہ یا نقصان کے لاحق ہونے یا کسی مرغوب چیز کے چھن جانے کا اندیشہ خوف کہلاتا ہے۔

2 تقاضائے خوف

جب کوئی شخص مستقبل میں جان و مال، عرفی حیثیت کے ازالہ وغیرہ کا خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ انسان اس خطرہ سے نبرد آزما ہونے کیلئے مختلف اقدامات کی طرف توجہ کرتا ہے یہ اقدامات کبھی تو شرعی حدود کے اندر ہی اندر ہوتے ہیں اور کبھی شرعی حدود سے متجاوز احکام کو اختیار کرنا پڑتا ہے شرعی حدود سے متجاوز احکام کو اختیار کرنا اگرچہ ممنوع ہے لیکن جب خوف کی کیفیت پیدا ہو جائے تو شریعت ایسے ممنوع و محرم امور کو اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے۔

(1) الجرجانی ، کتاب التعریفات ، ص45

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

3 مشروعیت خوف

حالت خوف میں حفظ ماتقدم کے طور پر کچھ ایسے امور کو اختیار کر لیا جاتا ہے جو کہ بے خوفی کی حالت میں اختیار نہیں کئے جاسکتے۔ قرآن مقدس میں ایسے اقدامات کو متعدد مقامات پر اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے حالت خوف میں ممنوعات کے اختیار کرنے کی مشروعیت کا انکشاف ہوتا ہے۔ حالت خوف میں غیر معمولی اقدامات کے اختیار کرنے کی مشروعیت قرآن مقدس سے حسب ذیل ہے

{ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا } (1)

یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز کو قصر (کم) کر کے پڑھو بشرطیکہ تمہیں خوف ہو کہ لوگ تمہیں فتنے میں ڈالیں گے۔

عمومی حالت میں نہایت ہی یکسوئی کے ساتھ کامل نماز ادا کرنے کا حکم ہے مگر ہنگامی حالات میں دوران جنگ جب کہ دشمنان اسلام کی طرف سے فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو نماز کو تخفیف کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

{ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا } (2)

یعنی اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل (چلتے چلتے) یا سواری پر (نماز ادا کرلو)

عام حالات میں ایک جگہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کا حکم ہے مگر حالت خوف میں پیدل یا سواری پر بھی نماز ادا کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے

(كان عبد الله بن عمر يصلي في السفر على راحلته إيماءً توجهت يومي وذكر عبد الله ان النبي ﷺ كان يفعله) (3)

---

(1) النساء، 101:4

(2) البقرہ، 239:2

(3) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، باب الایماء علی الدابہ، رقم 1045، ص 371/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر میں اپنی سواری پر ہی نماز ادا کرلیا کرتے تھے، سواری کا رخ جدھر بھی ہوتا آپ اشارہ کرتے تھے۔

{ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ }(1)

یعنی اگر تمہیں خوف ہو کہ تم دونوں (خاوند، بیوی) حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکو گے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ بیوی خاوند کو کچھ مال دے دے۔

عام حالات میں علیحدگی کے وقت خاوند بیوی پر خرچ کیا ہوا مال واپس لینے کا مجاز نہیں ہے لیکن اگر زوجین محسوس کریں کہ ہم ازدواجی زندگی خوشگوار انداز میں گزار نہیں سکیں گے اور کسی خاص معاہدہ کے ساتھ بیوی خاوند کو کچھ رقم دے دے یا خاوند بیوی پر اٹھائے جانے والے اخراجات کی واپسی کا مطالبہ کردے اور بیوی رضامند ہو جائے تو وسیع تر مفاہمت کے حصول کیلئے پیچیدہ ماحول پیدا ہونے کے خوف سے بچنے کیلئے ایسی علیحدگی کو اسلام نے جائز قرار دیا ہے۔

اسی عنوان کو قرآن مقدس میں دوسرے مقام پر اس سے پہلے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

{ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ } (2)

یعنی تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم اپنی بیویوں کو جو کچھ دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو، سوائے اس کے کہ زوجین کو خوف ہو کہ وہ (اکٹھے ازدواجی زندگی میں) حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔

{ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً }

یعنی اگر تمہیں خوف ہو کہ (متعدد بیویوں میں) تم عدل نہ کرسکو گے تو ایک (بیوی) ہی کافی ہے

اسلام نے مسلمان کو تعدد زوجات کی اجازت دی ہے لیکن اگر متعدد بیویوں کی وجہ سے عدم توازن کا خوف ہو تو اس خوف کے پیش نظر ایک بیوی کو اختیار کرنا ہی کافی قرار دیا گیا ہے۔

---

(1) البقرہ، 229:2

(2) البقرہ، 229:2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن وحدیث کی مندرجہ بالا تصریحات سے واضح ہو گیا مستقبل کے خطرات سے محفوظ رہنے کیلئے بعض ممنوعات کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

4 خوف کی اقسام اور اسلامی پیش بندیاں

انسان کو دنیوی زندگی میں کئی قسم کے خوف سامنے آتے ہیں ان میں سے نمایاں تین خوف ہیں۔ جان تلف ہو جانے یا مرض بڑھ جانے کا خوف، مال کم یا ضائع ہونے کا خوف، عزت کے کم یا ضائع ہونے کا خوف۔

4.1 جان تلف ہو جانے یا مرض بڑھ جانے کا خوف

اگر کسی شخص کو اپنی جان کے تلف ہو جانے کا خطرہ ہو تو یہ صورت اس کیلئے حالت ضرورت ہو گی اسلام نے ایسی صورت میں انسان کی جان کو تحفظ دینے کیلئے کئی احکام دیئے ہیں۔

4.1.1 اکراہ کی صورت میں مکرہ (جسے مجبور کر دیا گیا ہے) کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے تو اُسے کلمہ کفر کہہ کر اپنی جان بچانے کی رخصت ہے بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر قائم رہے(1)

4.1.2 ابتداء اسلام میں جب کفار و مشرکین کی مسلمانوں پر سختیاں بڑھ گئیں اور مسلمانوں کو جانوں کے ضائع ہونے کا خوف لاحق ہو گیا تو اہل اسلام کو حکم دیا گیا کہ اپنا ایمان اور اپنی جان بچانے کیلئے مکہ سے ہجرت کر جائیں۔ اور اللہ پر توکل رکھیں تو وہ انہیں بہتر ٹھکانہ دے گا(2)

3. اضطراری حالت میں جان بچانے کیلئے حرام شئی استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے(3)

4. حالت مرض میں عبادات میں تخفیف کر دی گئی تا کہ کسی حد تک مریض کو موت کے خوف سے بچایا جاسکے۔ جیسے

---

(1) النحل 106:16

(2) النحل 42,41:16

(3) البقرہ 173:2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مریض روزہ کی قضا کرسکتا ہے۔(1)

5. اگر مریض پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو تیمّم کرسکتا ہے۔(2)

6. مسافر نماز کی قصر کرے(3)

4.2 مال کے کم یا ضائع ہونے کا خوف

انسان مال کے ساتھ شدید محبت کرنے والا واقع ہوا ہے(4) اس لئے مال کے کم ہونے یا ضائع ہونے کے خوف کو دور کرنے کیلئے شریعت اسلامیہ نے متعدد تدابیر کی ہیں۔

4.2.1 فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے(5)

2. غریبوں کی دادرسی کیلئے صدقات وزکوۃ کا حکم دیا ہے۔(6)

3. سود کی مذمت کی گئی ہے تا کہ قرض خواہ کا مال محفوظ ہو جائے(7)

4. وصیت میں توازن اور اعتدال قائم رکھنے کے اہتمام پر زور دیا گیا ہے تا کہ موصیٰ لہ کے علاوہ دیگر جائز ورثاء مالی نقصان سے بچ جائیں(8)

5. میت کے ورثاء کے حصص مقرر کر دیئے گئے تا کہ میت کے مال سے فائدہ لیا جاسکے اور اپنی مالی کمزوری کا خوف دور کیا جاسکے(9)

6. جوئے کو حرام قرار دے دیا گیا تا کہ مال ضائع ہونے کا خوف ختم ہو جائے۔(10)

---

(1) البقرہ 184:2
(2) المائدہ 6:5
(3) النساء 101:4
(4) العادیات 8:100
(5) الاسراء 27,26:17
(6) البقرہ 110:2
(7) البقرہ 276,275:2
(8) البقرہ 182:2
(9) النساء 12,11:4
(10) المائدہ 91:5

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

7. رشوت ستانی سے منع کر دیا تا کہ حق دار اپنے مال کے ضیاع کے خطرہ سے محفوظ ہو جائے (1)
8. اگر چہ مضاربت میں ضرر پایا جاتا ہے پھر بھی مضاربت کو جائز قرار دیا گیا تا کہ انسانوں کی مالی ضرورتیں پوری ہو سکیں (2)
9. چوری اور ڈاکہ زنی پر سخت سزائیں مقرر کی گئیں ہیں (3)
10. کفارہ یا فدیہ کی مد میں مستحقین کی غذائی اور لباس کی ضروریات کا اہتمام کیا گیا (4)
11. مقتول کے لواحقین کیلئے دیت کا قانون تا کہ مقتول کے ورثاء سے ممکنہ مالی خوف کا تدارک کیا جا سکے۔

4.3 عزت کے کم یا ضائع ہونے کا خوف (خوف ازالہ حیثیت عرفی)

انسان فطرتاً اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کا خوگر پایا گیا ہے انسان کے معاشرتی اقدامات اپنی عزت کو بڑھانے یا بچانے کیلئے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسانوں کی عزت نفس کے تحفظ کے حوالہ سے بہت سے احکام عطا کئے ہیں تا ہ ازالہ حیثیت عرفی کے خوف کو ختم یا کم کیا جا سکے۔

4.3.1 اسلام نے انسانوں کو معزز قرار دیا ہے (5)

2. آسمانوں اور زمین میں جو کچھ پیدا کیا گیا ہے وہ انسان کیلئے ہے (6)
3. اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت میں تخلیق کیا ہے۔ (7)
4. اللہ تعالیٰ نے عزت کا معیار تقویٰ قرار دیا ہے تا کہ نیک غریبوں کی عزت بحال رہے۔ (8)

(1) البقرہ 188:2
(2) المائدہ 38,33:5
(3) البقرہ 184:2
(4) المجادلہ 4:2
(5) الاسراء 70:17
(6) البقرہ 29:2
(7) التین 4:95
(8) الحجرات 13:49

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

5. غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم لیا۔(1)
6. معاف کر دینے کو مستحسن قرار دیا۔(2)
7. کسی فرد کو برے القاب سے پکارنے سے منع کیا گیا۔(3)
8. بدکاری کا الزام لگانے (قذف) کو جرم قرار یا، قذف کیلئے اسی (۸۰) کوڑوں کی سزا اور شہادت کی بابت ہمیشہ کیلئے نااہل قرار دے دیا۔(4)

﴿و﴾ فساد

مظاہر "ضرورت" میں سے ایک مظہر "فساد" ہے جب فساد پیدا ہوتا ہے تو تب اسلام بعض ممنوعات کو اختیار کرنے کی اجازت دے دیتا ہے تا کہ فساد کو دبایا جا سکے مثلاً لڑائی جھگڑا کرنا اسلام کی نظر میں ممنوع ہے مگر جب غیر مسلم، غیر اسلامی تہذیب کو فروغ دے کر نظام حیات کو مختل کر رہے ہوں ،تو اُن سے لڑائی جھگڑا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹنا اسلام کی نظر میں ممنوع ہے مگر جب ڈاکو اپنی منفی کاروائی ظاہر کریں تو فساد کو دور کرنا ضرورت کے پیش نظر لازم قرار پا جاتا ہے لہذا راہزنوں، ڈاکوؤں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے جائز قرار پا جاتے ہیں۔

1 مفہومِ فساد

1.1 لغوی مفہوم

فساد صلح کی ضد ہے اس کے معنی ہیں "بُطلان ، اِضمِحلال، تغیّر" (5)

1.2 اصطلاحی مفہوم

اصطلاح شریعت میں فساد کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں مگر ان سب کا مآل ایک ہی ہے وہ یہ کہ کسی شخص

(1) النسآء 36:4
(2) الشوریٰ 40:42
(3) الحجرات 11:49
(4) النور 4:24
(5) الزبیدی، تاج العروس ، فصل الفاء من باب الدال ، ص 453/2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا ایسا عمل کرنا کہ جو انفرادی یا اجتماعی سطح پر بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔

اِمام رازی لکھتے ہیں۔ فساد سے مراد لوگوں کے درمیان اختلاف ڈالنا، قطع رحمی کرنا، خون بہانا، دین سے پھرنا، تخریب کاری کرنا اور منکرات کا ارتکاب کرنا ہے(1)

ابن جریر طبری: فساد کے مفہوم میں تمام گناہ داخل ہیں اور گناہ کا ہر عمل زمین پر فساد کا باعث بنتا ہے۔(2)

مفتی محمد عبدہٗ: خاندانی نظام میں بگاڑ پیدا کرنا فساد ہے۔(3)

قرآن مقدس نے فساد کو اصلاح کی ضد قرار دیا ہے۔ (4)

قرآن مقدس میں لفظ "فساد" کا استعمال بگاڑ کے معنی کے ساتھ مختلف مواقع میں ہوا ہے، درج ذیل میں اُن مواقع کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

انتظامی بگاڑ

{ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ } (5)

یعنی ہم اس لئے نہیں آئے کہ ملک میں بگاڑ پیدا کریں

انسان اور انسانی پیداوار کا بگاڑ

{ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ } (6)

اور جب وہ منہ پھیرتا ہے تو فصلوں اور انسانوں کو تباہ کرنے کیلئے ملک میں فساد کی کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا ہے۔

(1) الرازی ، التفسیر الکبیر ، ص220,219:5
(2) الطبری ،جامع البیان عن تأویل ای القرآن ، ص317/2
(3) محمد عبدہ ، تفسیر المنار ، ص248/2
(4) البقرہ 11:2
(5) یوسف 73:12
(6) البقرہ 205:2

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اداءِ فرض میں بگاڑ

{ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا } (1)

لوگوں کو ان کی اشیاء کم نہ دیا کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد مت پھیلاؤ۔

مالی تصرفات میں بگاڑ

{ وَلَا تُطِيْعُوْا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ } (2)

اور حد (اعتدال) سے بڑھنے والوں کی بات مت مانو جو کہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں اور اصلاح کرنے والے نہیں ہیں۔

نظریہ مرکزیت میں بگاڑ

{ لَوْكَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا } (3)

یعنی اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتا تو یہ زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔

2۔ حالت فساد میں (نظریہ ضرورت کے پیش نظر) ہنگامی دفعات کا اجراء

فسادیوں کو قتل کر دیا جائے

{ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ } (4)

یعنی تم ان سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں عذاب دے گا اور رسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا۔

فسادیوں کے ہاتھ، پاؤں کاٹ دیئے جائیں

{ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا

(1) الاعراف 75:7
(2) الشعراء 152,151:26
(3) الانبیاء 22:21
(4) التوبہ 14:9

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أَوْ يُصَلَّبُوٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ } (1)

جولوگ اللہ اوراس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد پھیلانے کی تگ ودو میں لگے رہیں ان کی یہی سزا ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے ، یا سولی چڑھا دیا جائے یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف سے پاؤں کو کاٹ دیا جائے یا جلاوطن کر دیا جائے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔

﴿ذ﴾ عموم البلوی: مظاہرِ ضرورت میں سے ایک مظہر عموم البلوی ہے۔

1 عموم البلوی کا مفہوم

1.1 لغوی مفہوم

بلوئ کا لغوی مفہوم مصیبت ہے(2)اس طرح عموم البلوئ کا مطلب ہے مصیبت کا عام ہونا

1.2 اصطلاحی معنی

کسی مصیبت کا اس قدر عام ہو جانا کہ لوگوں کا اس مصیبت سے بچنا مشکل ہو، اسلامی مزاج اپنے یسرو سہولت کے پیش نظر انسانوں کو اس صورت حال میں رخصت فراہم کرتا ہے کیوں کہ اگر اس عام مصیبت میں انسانوں کو رخصت نہ دی جائے تو انسانوں کیلئے حرج اور مشقت لازم آجائے، عموم بلوئ کی حالت ''ضرورت'' قرار پاتی ہے۔

2 عموم بلوی میں سہولت کی مشروعیت

عموم بلوی میں رخصت کی بنیاد اسلام میں تیسیر وسہولت کا ہونا ہے۔قرآن مقدس اس کا ذکر متعدد مقامات پر پایا جاتا ہے۔

---

(1) المائدہ 33:5

(2) احمد حسن الزیات ، المعجم الوسیط ،مادہ بلی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

{ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ }(1)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سہولت چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔

{ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ } (2)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے خلاف کسی تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔

{ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ } (3)

یعنی اور رسول کریم ان سے ان کا بوجھ اتارتے ہیں اور جن زنجیروں نے انہیں جکڑ رکھا تھا اُنہیں دور کرتے ہیں۔

3 عموم بلوی میں سہولت کی چند مثالیں

3.1 پیشاب نجس ہے پیشاب کرتے وقت سوئی کی نوک کی مقدار کے برابر چھینٹے اُڑ کر کپڑوں کو لگ جائیں تو فقہاء نے عموم بلوی کے پیش نظر ان سے صرفِ نظر کا حکم دیا ہے۔ رخصت کی اس کیفیت کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

" فان انتضح عليه البول مثل مرؤوس الابر فذالك ليس بشى

لانه لا يستطاع الامتناع عنه " (4)

یعنی اگر اس پر سوئی کے ناکہ کے بقدر پیشاب کی چھینٹیں پڑ جائیں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیوں کہ اس سے محفوظ رہنے کی طاقت نہیں ہے۔

2. گوبر نجس ہے مگر بہت سے اہل اسلام گوبر کے اوپلوں سے کھانا بناتے ہیں اس مصیبت کی عمومیت (عموم بلوی) کے پیش نظر اوپلوں کیلئے آگ کو آلہ طہارت قرار دے دیا گیا ہے اور اوپلوں کی آگ سے کھانا پکانے کو تحفظ دے کر لوگوں کو مصیبت سے بچا لیا گیا۔

(1) البقرہ 185:2
(2) الحج 78:22
(3) الاعراف 157:7
(4) المرغینانی، الہدایہ، ص 60/1

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

{ ومن ذلك قولنا بان النار مطهرة للروث والقَذَرة

فقلنا بطهارة رمادها تيسيرا } (1)

یعنی اسی قبیل سے ہمارا قول ہے کہ آگ، گوبر اور گندگی کیلئے سبب طہارت ہے۔

چنانچہ ہم اس کی راکھ پر آسانی کی غرض سے طہارت کا حکم لگاتے ہیں۔

3. استخبط بالحجر: پتھر کے ساتھ استنجاء کرنے سے نجاست مکمل طور پر زائل نہیں ہوتی مگر ابتلاءِ عام کی وجہ سے پتھروں کے ساتھ استنجاء بلا کراہت جائز قرار دیا۔

" مشروعية الاستنجاء بالحجر مع انه ليس بمزيل حتى لو نزل المستنجي به في ماء نجسه "(2)

یعنی پتھر اگرچہ نجاست کو زائل نہیں کرتا ہے مگر پھر بھی اس کے ساتھ استنجاء کو جائز قرار دیا گیا، پتھر سے استنجاء کرنے والا اگر پانی میں اتر جائے تو پانی کو نجس کر دے گا۔

4. غسالہ ئمیت: غسالہ ءمیت کی چھینٹیوں سے ملوث کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا گیا ہے کیوں کہ ان سے بچنا ممکن نہیں تھا۔

5. نماز ادا کرنے کیلئے کپڑوں کا پاک صاف ہونا ضروری ہے مگر عموم بلوی کی وجہ سے چند ایسی نجاستوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔

6. کپڑے کے چوتھائی حصہ یا اس سے کم حصہ پر نجاست خفیفہ

7. کپڑے پر درہم کی مقدار یا اس سے کم حصہ پر نجاست غلیظہ

8. نجاست کا نشان کپڑے پر باقی موجود ہو

9. پیشاب کے باریک چھینٹے

10. پسوؤں، کھٹملوں اور مچھروں کا خون چاہے کثیر مقدار میں ہو جائے۔

---

(1) ابن عابدين الشامي ، فتاوى شامي ، ص325/1

(2) ابن عابدين الشامي ، فتاوى شامي ، ص336/6

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿ح﴾ خصوص البلوی

مظاہر ضرورت میں سے ایک مظہر خصوص البلوی ہے، یعنی خال، حال افراد کا مصائب ومشکلات میں گھر جانا ایسے مواقع پر اگر اسلام کے استثنائی ضابطوں کو اختیار نہ کیا جائے تو انسانی زندگی اجیرن ہو جائے۔ خصوص البلوی کی چند صورتیں درج ذیل ہیں

1۔سفر 2۔مرض 3۔نقصان 4۔سکران
5۔لاعلمی 6۔جنگ 7۔موسمی حالات 8۔نقص طبعی
9۔دفاع نفس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari